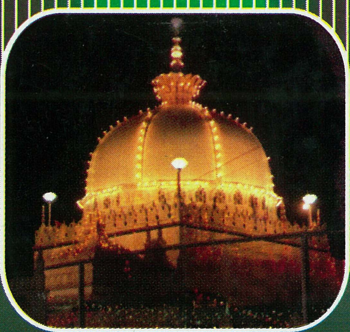

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

مسمّٰی بنام تاریخی

رادُّ المُہنّد

علٰی

النّہیق الانبہتی المفنّد

۱۳۴۵ھ

مؤلفہ

ناصر الاسلام مظہر اعلیٰحضرت حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر

ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدس سرہ

ناشر: دار العلوم رضائے خواجہ مسجد بڑی ہتائی، محلہ شورگران درگاہ شریف اجمیر القدس

دارالعلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف

دارالعلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف کے شعبۂ نشرو اشاعت کے ذریعہ تین کتابیں فی الوقت نشر کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔

۱۔ الصوارم الہندیہ علی مکرالشیاطین الدیو بندیہ۔

۲۔ حضرت خواجہ فخرالدین احمد چشتی

۳۔ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ ہمارے خواجہ

انشاء اللہ المولیٰ الکریم ثم شاء الرسول جلّ وعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً نایاب وکم یاب مخطوطات ومطبوعات کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعی مسعود کی جائے گی۔

شعبۂ نشرواشاعت
دارالعلوم رضائے خواجہ
اجمیر شریف

DARUL ULOOM RAZA-E-KHAWAJA

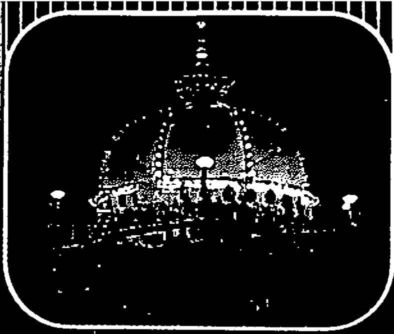

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مسمّٰی بنامِ تاریخی

رَدُّ الْمُہَنَّد

علٰی

النَّہِیْبُ الاَنْبہتی المُفَنَّد

۱۳۴۵ھ

مؤلفہ

ناصر الاسلام مظہر اعلیٰحضرت حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدس سرہٗ

ناشر [illegible]

بحمدہٖ تعالیٰ

"یہ رسالۂ مبارکہ انبیٹھی جی میاں خلیل احمد کی عیاریوں، مکاریوں کے دھوئیں بکھیر دینے والا، انکی "المہند" کو انھیں کے ہاتھوں سے انکی اور تمام دیوبندی وہابیوں کی گردنوں پر پھیر دینے والا، دیوبندیوں کی مایۂ ناز اور عمر بھر کی کمائی انکی کتابوں میں سب سے بڑھ کر چمکتی پھڑکتی "المہند" کو خاک میں ملا دینے والا، انکی دجالیوں، کذابیوں سے نقاب اُٹھا دینے والا، فتاوی مبارکہ "حسام الحرمین شریف" کی حقانیت کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دینے والا، دیوبندیوں کے فتنہ، مکر و فریب کو انھیں کے ہاتھوں اُڑا دینے والا"

مُسمّٰی بنام تاریخی

رادُّ المہنّد

عَلٰی

النّہیق الانہقی المفنّد

۱۳۴۵ھ

مؤلفہ

ناصر الاسلام مظہر اعلیٰ حضرت حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدس سرہٗ

ناشر: دار العلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : رَادُّ الْمُهَنَّدْ عَلَى النَّهِيْقِ الْاَنْبِهْتِي الْمُفَنَّدْ
مرتبہ : شیر بیشۂ اہلسنّت ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری علیہ الرحمہ
بتعاون : محمد شاہد نقشبندی، اے۔ کے گروپ، چتوڑگڑھ
تزئین کار : شیخ عطاء الرحمٰن سنبھلی، ۳۱۹۲، پرتاپ اسٹریٹ، دریا گنج، دہلی فون 9891444708
صفحات : ۱۲۸۔ صفحہ
تعداد : ۶۰۰۰
ہدیہ : -/100
سن طباعت : 2008ء
ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم رضائے خواجہ، اجمیر شریف

ملنے کے پتے

۱ دارالعلوم رضائے خواجہ، مسجد بڑی ہتائی، امام باڑہ روڈ، محلہ شورگران، درگاہ معلّٰی،
اجمیر شریف راجستھان۔ پن نمبر: 305001 فون نمبر: 0145-2623012
۲ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، دارالعلوم حشمت الرضا، بیگم گنج، کانپور۔
۳ مفتی محمد معصوم الرضا، پر اماہم، ضلع گونڈہ، یوپی۔
۴ مولانا نازر تاب رضا، دارالعلوم حشمت الرضا، محلہ حشمت نگر، پیلی بھیت۔ یوپی
۵ سید محمد اسلم واسقی، خانقاہ واسقیہ اشرفیہ، نشاط گنج، بریلی شریف۔ یوپی
۶ محمد شاہد نقشبندی، دارالعلوم فیضانِ غریب نواز، حشمت کالونی، چتوڑگڑھ
۷ جیلانی بک ڈپو، ۵۲۳، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔ ۶

◆◆◆

تقسیم کار

ماہ نور پبلیکیشنز مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی
فون: 011-23269391، فیکس: 011-32434242

عرضِ ناشر

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ. بعد حمد وصلوٰۃ کے بقول حافظ شیرازی علیہ الرحمہ

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

اللہ عزوجل کا وعدہ سچا ہے جب کبھی کسی دور میں بھی حق کے ساتھ شیطان نے التباسِ باطل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حق کو باطل کی آمیزش سے پاک کر دیا۔ شیطان کی وہ شیطنت اسی کے اور اسکی ذریت کے لئے فتنہ ہوگئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے بندے، اس کے محبوب کے وفادار غلام، شیطان کے فتنوں سے محفوظ رہے۔ دیکھئے ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان سورۂ حج آیت نمبر ۵۱ تا ۵۳۔

"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو۔ پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ان کے لئے۔ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک ستمگار دُھر کے جھگڑالو ہیں۔"

"المہند۔ عقائدِ علمائے دیوبند" اسی قبیل سے ہیں۔ خلیل احمد انبہٹی نے ایک کتاب لکھی جس کی شہرت "التلبیسات لدفع التصدیقات" سے ہوئی۔ "المہند" کا مقصد صرف یہ تھا کہ "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کی حقانیت کو مشکوک کر کے عوام اہلِ سنت کے بھولے بھالے افراد کو بآسانی گمراہ کیا جائے اور ان کی کفری عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے ان خبثائے زمانہ مرتدینِ اسلام کو آسانی کے ساتھ معاذ اللہ مسلمان گردان دیا جائے۔

الحمد للہ رب العالمین! مظہرِ اعلیٰ حضرت، حضور شیر بیشۂ اہلِ سنت نے "راد المہند علی النہیق الانبہتی المفند" کو تصنیف کر کے ہم مسلمانانِ اہلِ سنت پر گراں بہا احسان

فرمایا۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کے صدقہ وطفیل مصنف علیہ الرحمہ کو بہترین جزاعطا فرمائے۔

''راد المہند'' کی کمیابی، نایابی تک پہنچ گئی تھی۔ اسی غرض سے مجھ ناتواں عبدِ مذنب، گدائے خواجہ، سگِ بارگاہِ رضویت ارشاد احمد مغربی نے مظہرِ اعلیٰ حضرت کی اس تصنیفِ لطیف کو شائع کرنے کا اللہ اور اس کے رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسا کر کے ارادہ کیا۔ یہ کتابِ مستطاب مولیٰ عزوجل اور اسکے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وعطا سے اہلِ سنت والجماعت کی خدمت میں دارالعلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف کے شعبۂ نشر واشاعت سے پیش کی جارہی ہے۔ قارئین کرام اس کتاب کی طباعت میں جو کمی رہ گئی ہو اپنے اس سائلِ دعا کو ضرور آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ عطا فرمائیں۔

حضور سلطان الہند خواجۂ خواجگاں، معینِ بےکساں، غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستگیری رہی کہ دارالعلوم رضائے خواجہ کے لئے مالی بحران کے باوجود محض ہمدردِ اہلِ سنت جناب شاہد صاحب نقشبندی اور ان کے احباب کے مشروط تعاون سے اس کتابِ مستطاب کو شائع کرنا یقیناً آسان ہو گیا۔ دارالعلوم فیضانِ غریب نواز چتوڑ گڑھ راجستھان کے معاونین اے۔ کے۔ گروپ کے ایک ایک فردِ اہلِ سنت کا تہہِ دل سے شکرگزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو دنیا وآخرت میں بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

خانوادۂ شیر بیشۂ اہلِ سنت پیلی بھیت شریف کے ان تمام مخدومانِ کرام کا بھی شکرگزار ہوں جن کی بدولت ''الصوارم الہندیہ'' اور ''راد المہند'' کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خصوصاً مخدوم ابنِ مخدوم حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب دام ظلہ الاقدس کا شکریہ بایں طور ادا کرنا اور بھی ضروری ہو گیا کہ انھوں نے ''راد المہند'' کی زیراکس کاپی مرحمت فرما کر اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کی

اجازت عطا فرمائی۔ ''الصوارم الہندیہ'' کی طرح اس کتابِ مستطاب کی تزیین و تصدیق کے لئے عصرِ حاضر کے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے نامور اہلِ قلم، حضرت صاحبزادہ سید محمد فضل المتین صاحب چشتی دام ظلہ العالی نے اپنے اس دیرینہ خادم کے معروضہ کو قبول فرماتے ہوئے ایک بیش بہا تحریر بعنوان ''لاجواب کتاب۔ رادالمہند'' عطا فرما کر مزید ممنونِ کرم فرمایا۔

مجھے یہ اعلان شائع کرنے میں بے پناہ مسرت ہورہی ہے کہ ''المیزان'' کا وہ امام احمد رضا نمبر جو جلد نمبر ۶ شمارہ ۷، ۸، ۹ اپریل، مئی، جون ۲۶/ مارچ ۱۹۷۶ء میں شائع ہو کر اہلِ سنت والجماعت کے لئے علم و تحقیق کا عظیم سرمایہ قرار پایا۔ بہت جلد رضائے خواجہ اجمیر شریف کی جانب سے دوبارہ منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل کروں گا۔ اسی امام احمد رضا نمبر کے مدیرِ اعلیٰ، علامہ حضرت سید محامد جیلانی اشرفی کچھوچھوی شیخِ مشائخِ اعاظم ہند دام ظلہ العالی نے پھر کرم فرمایا کہ ''الصوارم الہندیہ'' میں شامل شدہ ''چراغِ مصطفوی شرارِ بولہبی'' کے عنوان سے مضمون جو مصدقِ حسام الحرمین شریفین ہوا۔ اسی طرح اس کتابِ مستطاب کی تحسین و تصدیق کے لئے ایک مضمون بعنوان ''واللہ خیر الماکرین'' تحریر فرما کر مزید ممنون احسان فرمایا اور مصنف قدس سرہٗ کی روحِ انور کو شادماں کیا۔

اور حضرت مولانا بشیر القادری صاحب صدر المدرسین دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف نے رادالمہند کی عربی عبارتوں پر اعراب داخل کر کے ناشرِ کتاب کو یقیناً ممنون فرمایا۔ اور ایک عام قاری کو غلطی سے بچانے کی امکانی کوشش کی۔ اجمیر معلیٰ کے جمیع مخدومانِ کرام نے قدم قدم پر اس گدائے خواجہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اسکے علاوہ حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب اشرفی، حضرت حافظ و قاری محمد امین صاحب قادری، خطیب و امام مسجد ڈوری نگر، سانتا کروز، ممبئی، الحاج جناب عبدالغفار صاحب ممبئی، جناب حافظ و قاری مبارک حسین قادری بہرائچی سگِ بارگاہِ حضور مفتی اعظم ہند رضی

اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولانا محمد فیاض صاحب مدیر ماہِ طیبہ (ہندی) جودھپور، حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب رضوی بھیلواڑہ، حضرت مولانا شمس الدین صاحب مکرانہ، حضرت مفتی عبد الستار صاحب رضوی جے پور وغیرہم نے بھی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انکو دین و دنیا کی کامیابی وسرفرازی عطا فرمائے۔ آمین

انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ دستورِ سابق پر عمل کرتے ہوئے اس کتابِ مستطاب ''راد المہند علی النہیق الاَنہتی المفند'' کو بارہ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۰۸ء بروز چہار شنبہ بوکالت حضور سیدی مولانا محمد مہدی میاں صاحب چشتی معینی اشرفی، وکیلِ اشرفی دام ظلہ الاقدس، بارگاہِ سلطان الہند یعنی نائب رسول اللہ فی الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیش کرنے کی سعادت سے اپنے آپ کو مشرف کروں گا۔

اللہ عز وجل اپنے محبوب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا اور نائب مصطفیٰ غریب نواز قدس سرہٗ کے صدقے میں اس مبارک تصنیف کو عوام وخواص کے لئے ہدایت کا سبب کرے اور اپنی بارگاہِ ربوبیت میں مقبول فرمائے۔ آمین، بجاہِ رؤف رحیم، صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و ذریاتہٖ و اہلِ بیتہٖ و عترتہٖ و شہداءِ محبتہٖ و اولیاءِ امتہٖ و علماءِ اہلِ سنتہٖ و ابنہ غوثنا الاعظم و ابنہ معیننا الاعظم و ابنائہٖ الکرام الیٰ یوم الدین و حزبہٖ و رضائہٖ و مرشدنا عبدہٖ اجمعین.

رابطے کا پتہ

ارشاد احمد مغربی

دار العلوم رضائے خواجہ، مسجد بڑی ہتائی، امام باڑہ روڈ، محلہ شورگران، درگاہ معلی،

اجمیر شریف راجستھان۔ پن نمبر: 305001

فون نمبر: 0145-2623012 موبائل نمبر: 09414355399

لاجواب کتاب۔ رادالمہند

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علی الہٖ و اصحابہٖ

اجمعین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علوم اسلامیہ کے تفسیر، حدیث اور فقہ اہم شعبے ہیں۔ ہر ایک شعبے میں عالمِ اسلام کے علماء میں سے کسی نہ کسی نے کسی خاص شعبہ میں اپنا مقام پیدا کیا ہے۔ اور بعض علمائے دین ایسے بھی گزرے ہیں جو بیک وقت تفسیر، حدیث اور فقہ پر عبورِ کامل رکھتے تھے۔ عہدِ حاضر کے عالمِ دین، عبقری شخصیت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کئی وجوہات کی بنا پر اپنی ایک منفرد، بے مثال حیثیت رکھتے ہیں فقہ اور دینی مسائل پر انھیں جیسا عبور اور گرفت حاصل تھی وہ ایک خاص نوعیت کی حامل ہے۔ گومگو بات کہنے کی عادت انھیں نہ تھی۔ انھوں نے اپنے امکانی علم اور اللہ کے فضل سے جن دینی مسائل پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کردیا۔ جو لکھا دلائل کے ساتھ لکھا۔ حوالے کے ساتھ لکھا۔ کتاب (تقویت الایمان) سے عالمِ اسلام بالخصوص برِ صغیر ہند و پاک میں جو سلسلۂ شر شروع ہوا۔ وہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا ہے۔ موافق اور مخالف گروہ یعنی خیر و شر کے ہمنوا برابر آمنے سامنے رہے ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں فرقۂ دیوبندیہ نے اسلامی زندگی میں نئے مسائل کھڑے کئے اور ایک متفقہ عقیدہ کی بیخ کنی کی ناکام کوشش کی اور اس کے باعث ایک فرقہ سے دوسرا فرقہ جنم لیتا رہا۔ عقائد کی بحث چلتی رہی، بڑھتی رہی۔

کتاب "رَادُّ الْمُهَنَّدِ عَلَى النَّهِيْقِ الْاَنْبِهِتِيِّ الْمُفَنَّدِ" میں "نورِ الٰہی" کو بجھانے کے جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تاریخِ اسلام کا غور طلب حصہ ہیں۔ ہمارے لئے عبرت کا سامان ہیں۔ یہ کتاب خلیل احمد انبہٹی کی کتاب "التلبیسات لدفع التصدیقات" المعروف "المہند"، "عقائدِ علمائے دیو بند" کا شافی و کافی جواب ہے۔ بیجا تاویلات اور اِدھر اُدھر کی پیچیدہ گفتگو کا انداز نہ جواب ہوتا ہے

نہ تنقید کا حق ادا کرتا ہے۔ اس سے اپنی صفائی تو کیا ہوتی ہے بلکہ مخالف کی گرفت کا اور بھی سامان فراہم ہو جاتا ہے۔ کتاب ''حسام الحرمین'' کے جواب میں اسی کی طرح صاف اور واضح بات ہونی چاہئے تھی اور یہ ظاہر کرنا چاہئے تھا کہ ''حسام الحرمین'' ان وجوہات اور ان اسباب کی بنا پر قابلِ گرفت ہے۔ لیکن اصل موضوع سے ہٹ کر پیچ و تاب اور طیش کے شکنجے میں جکڑ کر عبارت آرائی سے راہِ فرار اختیار کرنے کی کوشش دانائی نہیں نادانی ہے۔ آج ضرورت اس کی ہے کہ مخالف و موافق کتب کا بغور مطالعہ کیا جائے اور ہوش مندی کے ساتھ اور دیانت داری کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جائے کہ حق کس طرف ہے۔

کتاب ''راد المہند'' کے صفحہ ۸ پر جو یہ لکھا گیا ہے۔

خدا کو صاف لکھ دیا کہ معاذ اللہ!

'' اسکا جھوٹا ہونا درست ہو گیا ۔ اُس کو صراحۃً جھوٹا کہنے والا مسلمان، سنّی، صالح ہے۔ اس کو کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے۔''

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صراحۃً لکھ دیا کہ

'' شیطان سے کم علم رکھتے ہیں۔ ان کو اتنا ہی علم ہے جتنا ہر پاگل چوپائے کو ہوتا ہے۔ اُنھوں نے اردو زبان مدرسہ دیو بند سے سیکھی۔ اُنھوں نے گنگوہی کے لیے روٹی پکائی۔ اُن کا مرتبہ اتنا ہی ہے۔ جتنا بڑے بھائی کا۔ اُنکا ذکرِ میلاد اگر چہ بروایاتِ صحیحہ ہو بدعتِ سیئہ ہے۔ کنہیا کے جنم کے مثل بلکہ اُس سے بدتر ہے۔ نماز میں انکا خیال آنا اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ خدا کے آگے اُن کا مرتبہ چوہڑے چمار بلکہ ذرّے سے بھی کم تر ہے۔''

اور غیر مقلدوں کے امام نے اپنی تفویت الایمان میں جو صفحہ ۱۲ پر یہ لکھا ہے۔

''کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی

کے تھان کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے، یا رکوع کرے، یا اسکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے، یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے، انکے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، اُنکی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اُس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے، اور ایسی قسم کی باتیں کرے، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، یا یوں سمجھے کہ اُنکی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

مندرجہ بالا عبارتوں سے خدا اور خدا کے رسول سے فرقۂ دیوبندیہ کے اس عقیدے کا اظہار ہوتا ہے جس پر دیوبندی اب تک قائم ہیں۔ اچھا ہوتا کہ وہ عقیدۂ باطلہ کی تاویلات کرنے کے بجائے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیتے لیکن ہٹ دھرمی سے خطا کو خطا نہ مان کر غلطی کی نشاندہی کرنے والے کے معترف نہ ہو کر اسکی جائز بات کو ناجائز کہنا اور اپنی بات کو گھما پھرا کر منوانا اور آتشِ شر کو بھڑکائے رکھنا اپنی اصل حقیقت کو واضح کرتے رہنا ہے۔ اور تقویت الایمان کی اصل عبارتوں پر اپنی عبارت آرائی سے حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔

مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمہ بہترین صاحب بصیرت، باشعور اور کامیاب ادراک وفہم کے مالک تھے۔ انھوں نے اپنی کتاب "راد المہند" میں اصل عبارتوں کو من وعن نقل کر کے نہایت صراحت ووضاحت کے ساتھ مضبوط گرفت کی ہے اور فرقۂ

دیوبندی کی تحریری عبارت کی روشنی میں ان کے اصل چہرے سے نقاب اٹھائی ہے۔

مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمہ کی ہر عبارت تنقید کے اصولوں پر کھری اترتی ہے۔ اللہ نے ان کو دل و دماغ کی بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا اور انھوں نے ان صلاحیتوں سے ہمیشہ کام لیا۔ یہ صحیح ہے کہ ان کے یہاں جوش ہے لیکن ہوش ہمیشہ ان کے ساتھ رہا ہے۔ دراصل موضوع ہی ایسا ہے کہ ایک صاحب دل مسلمان کے لئے اپنے ایمانی جذبات پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔ انھوں نے مخالفین پر جہاں جہاں تنقید کی ہے وہاں وہاں مطالعہ ان کا معاون رہا ہے اور مخالفین کی کتابوں کی اصل عبارتیں ان کے پیشِ نظر رہی ہیں۔ وہ ہمیشہ کامیاب، سرخرو و فاتح نظر آتے ہیں۔

مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمہ نے نہایت گہرائی اور گیرائی کے ساتھ باریک بینی سے ہر عبارت اور اس کے مدعا اور پس منظر پر نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔ بعض دیوبندی اہلِ قلم کی عبارتوں سے ان کی ایسی گرفت کی ہے جس سے صاحبِ تفویت الایمان کے عقیدے کی تردید ہوتی ہے اور اس طرح صاحبِ تفویت الایمان کی کھڑی کی گئی ہر عمارت کو انکے پیروؤں کے ہاتھوں ڈھا دیا گیا ہے۔

کتاب مستطاب ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' میں تو دیوبندیوں کی اصل عبارتیں لکھی گئیں جن پر علمائے کرام و مفتیانِ عظام مکۂ مکرمہ و مدینۂ طیبہ نے بالاتفاق کفر و ارتداد کے فتوے دئے۔ لیکن ''المہند'' میں ان کفری عبارتوں میں سے کسی ایک کا بھی پتہ نہیں۔ اصل میں حسام الحرمین شریف میں دیوبندی مولویوں کی اصل عبارتیں علمائے کرام حرمین شریفین کے حضور پیش کر کے دیوبندیوں کے ان مولویوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ حاصل کیا۔ اگر دیوبندی حضرات سچے ہوتے تو اُس فتوے کے حکم سے برأت کیلئے تمام وہ اصل عبارتیں جنھیں علمائے اہلِ سنت کفر بتاتے ہیں اور جن پر ''حسام الحرمین'' میں کفر کا فتویٰ لیا گیا ہے۔ بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل، تحریف و کمی بیشی کے

علمائے حرمین طیبین کے حضور پیش کر دیتے۔ پھر جس قدر چاہتے ان کی تاویلات کرتے اور علمائے حرمین طیبین ان عبارتوں کو پڑھتے، تاویلوں پر نظر رکھتے اور فیصلہ دیتے۔ کفر ہوتا تو کفر کا فتویٰ دیتے۔ کفر نہ ہوتا تو صاف لکھ دیتے کہ ان عبارتوں میں کفر نہیں اور ان عبارتوں کا لکھنے ماننے والا کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو ''حسام الحرمین'' کا جواب ہوتا۔ جیسا کہ ناشرِ کتاب نے لکھا ہے۔

> ''خلیل احمد انبیٹھی نے ایک کتاب لکھی جس کی شہرت ''التلبیسات لدفع التصدیقات'' سے ہوئی۔ ''المہند'' کا مقصد صرف یہ تھا کہ ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' کی حقانیت کو مشکوک کر کے عوام اہلِ سنت کے بھولے بھالے افراد کو بآسانی گمراہ کیا جائے اور ان کی کفری عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے ان خبثائے زمانہ مرتدین کو آسانی کے ساتھ معاذ اللہ مسلمان گردان دیا جائے۔''

واقعی اس کتاب ''المہند'' کا یہی مقصد تھا۔

سید محمد فضل المتین چشتی
دار الخیر، اجمیر القدس

باسمہ تعالیٰ

واللہ خیر الماکرین

(اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے: کنز الایمان)

قرن اولیٰ سے تا حال نت نئے فتنہ ہائے روزگار کو ملت اسلامیہ جھیلتی آ رہی ہے مگر انیسویں صدی جس غارتگری ایمان تحریک کو جنم دیتی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور وہ ہے۔ وہابی تحریک۔ جی ہاں! وہابی تحریک جس نے سواد اعظم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ تاریخ کہتی ہے کہ اسلام غیروں سے زیادہ نام نہاد اپنوں سے مارا جاتا رہا ہے اپنوں کی منافقت نے اسلامی قوت کو بکھیرنے کا کام کیا ہے اور وہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

بات چلی ہے وہابی تحریک کی، واضح ہو کہ فرانس و برطانیہ (انیسویں صدی کے سپر پاورز) کی مہربانیوں لارنس آف عربیہ کی کارستانیوں نے محصور عرب ممالک میں اتھل پتھل مچا رکھی تھی خلافت عثمانیہ ترکیہ ٹوٹ پھوٹ کے کگار پر پہنچا دی گئی ایسے وقت میں ہندوستان کی یہ حالت کہ حکومت خاندان تیمور کی اور حکم تاج برطانیہ کا۔ وہابی تحریک کو درآمد کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں تھا مولانا اسماعیل دہلوی نے اپنی قوت ایمانی کو گروی رکھا اور ''تقویۃ الایمان'' لیکر میدان میں ایسا کودے کہ الامان والحفیظ! جس طرح مشرق وسطیٰ (عرب ممالک) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ''کتاب التوحید'' سے انتشار و افتراق میں مبتلا ہوا۔ اسی طرح تقویۃ الایمان نے جنوب ایشیاء کو فتنہ و فساد کی آگ میں ڈھکیل دیا۔

اکابرِ سواد اعظم امپورٹڈ (Imported) وہابی نظریات کی بیخ کنی میں لگ گئے۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت اور آزادیٔ ہند کے سالار اعظم استاذ العلماء والفقہا حضرت

علامہ فضل حق خیر آبادی اور اکابرِ اہلسنت نے دلّی کی جامع مسجد میں مناظرہ کر کے خود ساختہ توحید خالص کے پردے میں وہابی تحریک کو بے نقاب کیا۔

ناظرین! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ گڑے مردے اکھاڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ آج ملت کو اتحاد کی ضرورت ہے ورنہ اس سے غیروں کو فائدہ پہنچے گا اور اپنوں کو نقصان کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ میرے عزیز! مجھے بتائیں کہ حق کو حق کہنا اور باطل کو باطل کہنا اور کہتے رہنا اگر گڑے مردے اکھیڑنا ہے تو خدارا منکرین زکوٰۃ قاتلان ذوالنورین سانحۂ کربلا اور دشمنان اہلبیت کا تذکرہ فتنۂ خلق قرآن وغیرہ جیسے واقعات کو اسلامی تاریخ سے کیوں نہیں نکال دیا جاتا۔ مجالس ومحافل میں حق وباطل کے مابین ان تمام معرکہ آرائیوں کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے؟

محترم! ہمیں تسلیم ہے کہ ملت کو اتحاد کی ضرورت کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور کل بھی رہے گی۔ مگر جناب والا! اظہارِ حق کے طور پر عرض ہے کہ یہ گڑے مردے نہیں فتنہ سامانیوں و دریدہ دہنیوں کی چھپی چنگاریاں ہیں جو کبھی محمود عباسی جیسے گستاخ کو پیدا کرتی ہے اور کبھی ذاکر نائیک کو جنم دیتی ہے (یزید کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ لکھیں و کہیں) حق یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمان کو کافر ومشرک بنانے کی ''فیکٹری'' مولانا اسماعیل دہلوی کے ہاتھوں قائم کی گئی۔ تقویۃ الایمان، تحذیرالناس، حفظ الایمان، براھین قاطعہ جیسی کتب کفر ساز مشینوں کے کل پرزے ہیں جنکے ذریعہ امت مسلمہ کفر وشرک اور خود ساختہ ایمان کے خانوں میں تقسیم کر دی گئی۔ یقیناً یہ ایک گہری سازش تھی جسکے ڈانڈے امپورٹڈ وہابی نظریات سے جڑے ہوئے تھے ثبوت کیلئے میرے سامنے ایک واقعہ ہے جو نذر ناظرین ہے۔

بقیۃ السلف حضرت علامہ شاہ محمد فاخرالٰہ آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک وکافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی علیہ الرحمہ) آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا:

"میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں آنکھوں سے بھی معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس کے عقیدۂ فاسد کارد بھی تحفۂ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔"

(المعتمد المستند مترجم علامہ ازہری صاحب صفحہ ۱۲)

خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو "کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہاں کو مشرک و کافر بنانا شروع کیا۔۔۔۔۔۔۔۔" برادر عزیز! یہی وہ فتنۂ تکفیر ہے جس کے خلاف متحدہ ہندوستان میں شدید رد عمل ہوا جس کے نتیجے میں نہ صرف ولی اللّٰہی خاندان بلکہ شرق و غرب کے تمام علمی خانوادوں اور اکابرِ اہلسنت اٹھ کھڑے ہوئے اور فتنہ وہابیت کی سرکوبی میں مصروف عمل ہو گئے تفصیل درکار ہو تو انیسویں صدی عیسوی کی ملی تاریخ میں ان حقائق کو دیکھا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا کفر ساز نظریات و تحاریک کے خلاف سیف اللہ المسلول حضرت العلام شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ اور اس وقت کے تمام اکابرین نے دندان شکن جواب دیا یہ ڈیڑھ صدی پہلے کی بات ہے فتنہ وہابیہ فروغ پاتا رہا اور جب اس نے دیابنہ کی شکل اختیار کی اور اہانت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو رب قدیر کی حکمت بالغہ کی چھتر چھایہ میں "ہر فرعونے را موسیٰ" کے مصداق امام احمد رضا حکمت و بصیرت ہمت و عزیمت اور بخشندہ قوت بیکراں کے ساتھ سینہ سپر ہو گئے۔ حضرت نقی علی خاں بریلوی کا فرزند جلیل ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لیکر اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ حرمین طیبین کی تلوار بے نیام (حسام الحرمین) کے ذریعہ نہ صرف فتنۂ وہابیہ، دیوبندیہ سے امت مسلمہ کو بچایا بلکہ گستاخان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی اور ساتھ ہی محبت رسول و آل رسول کی حفاظت اور اسلام کی عظمت کے لئے منظم ٹیم بھی عطا کی۔ جس کی اثر آفرینی سے آج

بھی سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا تشخص قائم ودائم ہے۔

ناظرین! فتنہ وہابیہ کیلئے حسام الحرمین کافی وشافی تھی اور ہے مگر مکروفریب والی قوتیں کہاں چپ بیٹھتیں۔ کبروانا، ضد وہٹ دھرمی، مخاصمت ومنافرت کی گرم بازاری میں مولانا خلیل احمد انبہٹی کو مینڈک کی طرح نعل جڑانے کا شوق سوار ہوا اور ''المہند'' لکھ ماری۔ جس کا اردو ترجمہ عقائد علماء دیوبند کے نام سے طبع کیا گیا۔ یہ کتاب ایسے پُرفریب انداز میں لکھی گئی ہے کہ عام قاری کا یقین متزلزل ہو جائے، ایمان کی چولیں ڈھیلی ہو جائیں۔ علماء عرب وعجم کے متفقہ فیصلے غلط نظر آنے لگیں۔ امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامے سے سوءظنی پیدا ہو جائے دجل ومکر کے سارے خوبصورت حربے المہند میں استعمال کیے گئے مگر آفریں صد ہزار آفریں احمد رضا کی مقدس ومنظم ٹیم کو خصوصاً رضوی کچھار کے شیر نر یعنی شیر بیشۂ اہلسنت مناظر اسلام حضرت علامہ حشمت علی خان قادری رضوی پر رحمت بیکراں برسے کہ نہ صرف انبیٹھوی مکر کے سامنے ''ردّالمہند'' لکھ کر خیر الماکرین جل وعلاء کی عادت کریمہ سے فیض وفیضان کا نہ ختم ہونے والا چشمہ جاری فرمادیا بلکہ سچ یہ ہے کہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی ''الصوارم الھندیہ'' اور ''ردّالمہند'' فتنہ وہابیت و دیوبندیت کے کید ومکر کے سامنے سدِّ راہ بن گئی۔

اگر مولانا انبہٹی کی ''المہند'' کے جواب میں رادّالمہند نہ آتی تو آج حسام الحرمین کی ثقاہت واستناد پر دیوبندی فرقہ سینہ تان کر سوالیہ نشان لگاتے پھرتا اور بریلوی مکتبہ فکر کے سامنے تال ٹھوک کر چیلنج کرتا نظر آتا۔

وقت آواز دے رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد بریلوی اور ان کی منظم ومحکم ٹیم علیہم الرحمۃ والرضوان کی دین وسنیت کے حوالے سے اعلائے کلمۃ الحق پر مشتمل بےلوث خدمات جلیلہ کو پوری دیانت کے ساتھ نئی نسل تک پہنچایا جائے۔

اس راہ میں دارالعلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف اور اس کے روح رواں گدائے

خواجہ اور سگ بارگاہ رضویت محب گرامی خطیب ملت مولانا حافظ ارشاد احمد مغربی رضوی قادری چشتی قابل صد مبارک باد ہیں۔

دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ خواجگان قادریہ وچشتیہ کے صدقے وطفیل فقیر اشرفی (سید محمد جیلانی اشرف کچھوچھوی) کو شرف مبارک بادی دینے ہی تک محدود نہ رکھے بلکہ نت نئے فتنہ تکفیر ومکر دیوبندیت کی حوصلہ شکنی وسرکوبی کی راہ میں دامے درمے قدمے قلمے وسخنے اشتراک وتعاون کی توفیق دائمی عطا فرمائے۔ لاریب۔۔۔۔۔ واللہ خیر الماکرین۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بندۂ عاصی فقیر اشرفی
سید محمد جیلانی اشرف نبیرۂ حضور محدث اعظم ہند
بانی جامعہ صوفیہ درگاہ کچھوچھہ شریف
ضلع امبیڈکر نگر۔ یو. پی. انڈیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ●

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ● وَالصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ الْاَفْضَلَانِ الْاَشْرَفَانِ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْحَبِيْبِ الَّذِیْ اصْطَفَاهُ رَبُّهٗ ● فَجَاءَ بِفَضْلِ رَبِّهٖ فَرِيْدًا وَّحِيْدًا ● قَامِعِ الْكُفْرِ وَ الشِّرْكِ وَالْاِرْتِدَادِ وَ الطُّغْيَانِ ● وَ مُؤَسِّسِ دِيْنِ الْحَقِّ الَّذِیْ رَضِيَهُ الْمَلِكُ الْمَنَّانُ ● نَصَرَهٗ رَبُّهٗ اِذْ يَمْكُرُ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاِغْوَاءِ الشَّيْخِ النَّجْدِیِ الشَّيْطَانِ ● فَلَمْ يَحْصُلْ لَّهُمْ اِلَّا الْخَيْبَةُ وَ الْخُسْرَانُ ● وَمَا رَمَاهُمْ اِذْ رَمَاهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى فَاِذَا هُمْ عُمْيَانٌ ● اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَهٗ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اِذْ يُبَايِعُوْنَهٗ تَحْتَ شَجَرَةِ الرِّضْوَانِ ● اَلَّذِیْ مَحَبَّتُهٗ هِیَ اَصْلُ الْاِيْمَانِ ● لَا يُؤْمِنُ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وَ الْاَمْوَالِ وَالْوِلْدَانِ ● فَمَنْ لَّايُحِبُّهٗ لَا يَكُوْنُ فِيْهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنَ الْاِيْمَانِ ● قَدْ سُعِرَتْ لِاَعْدَائِهِ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَهٗ وَيَنْقُصُوْنَهُ النِّيْرَانُ ● وَ اُزْلِفَتْ لِخُدَّامِهٖ وَ اَحِبَّائِهِ الْفِرْدَوْسُ وَ الْجِنَانُ ● وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَمْ يُؤْذِهٖ مَنْ اٰذَاهُ اِلَّا وَ قَدْ اٰذَى الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ الْجَبَّارَ الدَّيَّانَ ● فَعَلٰى مَنْ عَابَهٗ وَ اَهَانَهٗ اَوْ نَقَصَهٗ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَكِ وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْقُرْاٰنِ ● فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ● وَ عَلٰى اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ سَادَاتِ الْمُقَرَّبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ ● وَعَلٰى

اٰلِهِ الْكَامِلِيْنَ الْوَاصِلِيْنَ اِلٰى اَقْصٰى غَايَاتِ الْعِرْفَانِ • وَ صَحْبِهٖ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ الْفَائِزِيْنَ بِاَعْلٰى دَرَجَاتِ الْاِيْمَانِ وَ الْاِيْقَانِ • وَ عَلٰى اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ، اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِذْعَانِ • وَ عَلٰى اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُدَّامُهٗ وَ عَبِيْدُهٗ وَ هُمْ لَهُ الْغِلْمَانُ • وَ عَلَيْنَا بِهِمْ وَ لَهُمْ وَ فِيْهِمْ وَ مَعَهُمْ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ • اَمَّابَعْدُ!

فَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وَتْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا مَلِكًا جَبَّارًا، لِلذُّنُوْبِ غَفَّارًا، لِلْعُيُوْبِ سَتَّارًا، شَهَادَةً نَتَّقِيْ بِهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النِّيْرَانِ • وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ • وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا • شَهَادَةً نَدْخُلُ بِهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَعَ الرَّحِيْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ • صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ ابْنِهٖ وَ حِزْبِهٖ وَ اُمَّتِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ •

میرے پیارے سنّی مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ناولیں تو بہت دیکھیں، ڈرامے بہت ملاحظہ فرمائے، افسانے بہت سنے، جھوٹے قصے بہت دیکھے، ایک ذرا دیر ادھر کان لگایئے۔ دیکھئے آپ کا رب العزۃ جل جلالہٗ فرما رہا ہے "فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ" (ارے اللہ کی طرف بھاگو۔) آپکے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں هَلُمُّوْا اِلَيَّ عَنِ النَّارِ. (ارے دوزخ سے بچ کر میری طرف آؤ)

اب تھوڑی دیر ایں و آں، چنیں و چناں سے نظر قطع کر کے کلامِ خدا سنو۔ ارشاد ہوتا

ہے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ، وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (کفار اپنے مونھوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا ہی فرمانے والا ہے۔ اگر چہ کفار کو ناگوار ہو۔)

میرے سنی بھائیو! اللہ کا وعدۂ صادقہ ہے کہ اپنے نور کو کامل ہی کردے گا۔ اگر چہ کفار اُسکے بجھانے میں جان توڑ کوششیں کریں۔ سعی کرتے کرتے تھک جائیں، مرجائیں، مٹ جائیں، فنا ہوجائیں، سڑ جائیں، گل جائیں، یہاں تک کہ جہنم میں چلے جائیں۔ لیکن اللہ کا نور تو کامل ہی ہوکر رہے گا۔ جو اُسکے بجھانے کا ارادہ کریں اُنھیں مردودوں کے منھ اور داڑھیاں جھلس جائیں گی۔ مشہور ہے کہ جو پاگل چاند پر خاک ڈالے گا چاند کا کچھ نہ ہوگا، وہ خاک اُلٹی اُسی کی آنکھوں میں جاکر اُسکو اندھا بنا دے گی۔

☆ میرے بھائیوں کی نگاہوں میں ہجرتِ مقدسہ کا مبارک واقعہ بسا ہوا ہے کہ شیخ نجدی کے چیلے دار الندوہ میں راحۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اُس بہی خواہِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدخواہیاں ہورہی ہیں۔ اندر سے دروازہ بند کرلیا ہے۔ اس خیال سے کہ کوئی غیر ہماری ان کاروائیوں پر مطلع نہ ہو۔ اتنے میں دروازہ پر کسی کے پکارنے کی آواز آتی ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں۔ کہاں کے رہنے والے ہو؟

آواز : نجد کا۔ (آپس میں گفتگو ہوتی ہے)

ایک : مکہ کا تو ہے نہیں کہ کسی سے کہہ دے گا۔ نجد کا ایک نو وارد ہے اندر بلانے میں کیا حرج ہے؟

دوسرا : ہاں کیا حرج ہے بلکہ بہت ممکن ہے کہ ہم سے بڑھ کر اُسکی رائے ہو۔ (رائے متفق ہوکر آواز دی جاتی ہے) آجاؤ! دروازہ سے ایک نہایت موٹا پرانا بڈھا ڈیڑھ

ہاتھ کی داڑھی، سر گھٹا، پیشانی پر کالا گھٹا، مقطع صورت، ٹخنوں تک کرتا، ایک ہاتھ داڑھی پر اور ایک زیرِ ناف داخل ہوتا ہے۔ تمام کفارِ مکہ اھلاً و سھلاً کا شور مچا دیتے ہیں۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے پر رائے زنی ہوتی ہے۔

ایک کافر : میری رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں) کو (معاذ اللہ) قید کیا جائے۔ یہاں تک کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔

شیخ نجدی : ایں جانب (علیہ اللعنہ) کی رائے اس کے خلاف ہے۔ اگر اجازت ہو تو گزارش کروں۔

تمام کفار : (یک زبان ہو کر) جلد فرمایئے۔ تکلیف کو رخصت کیجئے۔

شیخ نجدی : اس صورت میں بنی ہاشم سارے قبائلِ عرب کو جمع کر کے اُن کو چھڑا لیں گے۔

تمام کفار : بے شک۔ بجا ہے۔

دوسرا کافر: میری رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں) کو مکہ سے کہیں باہر بھیج دیا جائے۔

شیخ نجدی : میں اس کے بھی مخالف ہوں۔

تمام کفار : جلد فرمائیں۔

شیخ نجدی : یہ تو معلوم ہے کہ انکی زبان میں کیا تاثیر ہے جو انکی بات سن لیتا ہے۔ یا انکی صورت دیکھ لیتا ہے۔ اُنھیں کا ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اگر لوگوں کو مسخر کر کے مکہ پر قبضہ کر لیں تو بہت ممکن ہے۔

تمام کفار : یَا حَکِیْمَ الْاُمَّةِ الْکُفْرِیَّة، ہم تو آپ کو معمولی شخص سمجھے تھے۔ لیکن فی الواقع ہماری امت کے لئے حکیم ہی نکلے۔ بالکل درست فرمایا۔ اب ہم لوگ تو رائے پیش کر نہیں سکتے۔ آپ ہی کوئی رائے تجویز فرمائیں۔

شیخ نجدی : (دل ہی دل میں) یہ لوگ میرے اصلی لقب کو جو خدا کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ یعنی لَئِیمُ الْاُمَّۃِ الْاِبْلِیسِیَّۃ اور رَجِیمُ الْاُمَّۃِ النَّبَوِیَّۃ وہ تو چھوڑ ہی گئے۔ خیر (کفار سے مخاطب ہوکر) ہاں صاحبو! میں رائے دینے کے قابل نہیں۔ آپ حضرات کے اصرار سے ایک رائے پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہر ہر قبیلہ سے مسلح جوان جمع ہو کر رات کے وقت اُن (کے دشمنوں) کو قتل کریں۔ یوں ہر قبیلہ پر الزام عائد ہوگا۔ بنی ہاشم تمام قبائل سے لڑ نہیں سکیں گے۔ ناچار خوں بہا پر راضی ہو جائیں گے۔ وہ تم سب مل کر ادا کر دینا۔ یوں کچھ کسی پر بار بھی نہ ہوگا۔

تمام کفار : واہ وا! شیخ نجدی صاحب خوب رائے بتائی۔ دار الندوہ کی مجلس ختم ہوتی ہے۔ شیخ نجدی غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی رائے پر تعمیل شروع ہو جاتی ہے۔ بعثتِ اقدس کو تیرھواں سال ہے۔ صفر کی اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ شب کے وقت کفار حرم سرائے نبوت کے گرد جمع ہیں اور بے ادبی پر مستعد ہیں۔ مکہ میں کسی کی رفتار کی آہٹ سنائی نہیں دیتی ہے۔ لوگوں کے خراٹوں کی صدائیں آرہی ہیں۔ اتنے میں اللہ جس کا مبارک وعدہ ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کو پورا ہی کرنے والا ہے۔ اگرچہ کفار اپنے غصہ میں مر جائیں۔) وہ اپنے حبیب، نورِ منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کے لئے اپنا پیام بذریعہ جبریلِ امین علیہ الصلاۃ والسلام بھیجتا ہے کہ بعد سلام کے آپ کا چاہنے والا، آپکا حافظ، رب العزۃ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اپنی چادر علی کو اُڑھا کر آپ ابو بکر کو ہمراہ لے کر مدینۂ منورہ کو مشرف فرمائیے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلا کر فرماتے ہیں۔ آج کی شب تم میری چادر اوڑھ کر میرے بسترِ اقدس پر سو رہو۔ کفار تمہارا کچھ نہ کر سکیں گے۔ یہاں کیا عذر تھا بلکہ مقامِ شکر ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُس بستر پر جس پر بارہا وحی نازل ہوئی ہو سونا نصیب ہوتا ہے۔ حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے ہیں۔ کفار کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ سورۂ یٰسین شریف۔ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ. تک پڑھ کر کنکریوں پر دم فرما کر کفار کی طرف پھینکتے ہیں۔ یہ کنکریاں تو ایک مٹھی بھر ہیں۔ معلوم ہے کہ کس کے ہاتھ سے پھینکی گئی ہیں۔ ہاں اُن کا پھینکنے والا وہ ہاتھ ہے جس میں تمام عالم کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں ہیں۔ ہاں ہاں! یہ تو وہ ہاتھ ہے۔ جس کی طرف تمام عالم کی نگاہیں ہیں۔ جس کا نام یَدُ اللّٰہ ہے۔ جو جارحۂ قدرتِ الٰہیہ ہے۔ یہ کنکریاں تمام کفار کی آنکھوں میں گھس کر اُن کو اندھا کر دیتی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسلامت اُن کے درمیان سے تشریف لے جاتے ہیں۔ شیخ نجدی کے چیلوں کو دکھائی نہیں دیتے ہیں اور بخیریت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو مشرف فرماتے ہیں۔ یہاں تو اسی روز کے منتظر ہی تھے۔ فوراً جاں نثاری کو تیار ہو گئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے غارِ ثور تک لاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنے یارِ غار کے غارِ ثور میں تشریف رکھتے ہیں۔ غار کے منہ پر ایک مکڑی آ کے جالا تن دیتی ہے اور ایک جوڑا جنگلی کبوتروں کا غار کے دہانے پر آ کر انڈے دے کر سینے لگتا ہے۔

اب اُدھر توجہ کیجیے۔ کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کرتے کرتے عاجز آ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ کاشانۂ نبوت میں ڈھیلے پھینکنا شروع کرتے ہیں کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئیں۔ تمام ڈھیلے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے نازنین، مبارک بدن پر لگ رہے ہیں۔ مگر مولیٰ علی کا یہ خیال کہ مبادا تیرے اُٹھنے اور باہر جانے سے کفار کو معلوم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہیں۔ اور حضور کی تلاش کریں اور ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی نہ پہنچے ہوں۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سپر بن گیا

ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڈھا، خرانٹ، شیخ نجدی داڑھی ہلاتا آجاتا ہے اور کہتا ہے۔ ارے خرابی ہو تمہاری! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو تمہیں میں سے تشریف لے گئے ہیں۔ اور تم اندھوں کو نہ سوجھا۔ تمام کفار دیوار پر چڑھ کر کاشانۂ نبوت میں اُترتے ہیں۔ مولیٰ علی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تمام کفار خائب و خاسر چلے آتے ہیں۔ لوگوں کو تلاش میں بھیجتے ہیں۔ شیخ نجدی کہتا ہے کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ وہ سب اُسکے پیچھے چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ غارِ ثور کے منہ پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ! کفار پہنچ گئے۔ اگر اپنے پاؤں کو جھک کر دیکھیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔ جان نثار کی تسلی کو ارشادِ عالی ہوتا ہے۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (تم کچھ غم نہ کرو ہمارے ساتھ تو اللہ ہے) کفار آپس میں کہتے ہیں۔ یہ غار تو پہلے سے ہم ایسا ہی دیکھتے تھے۔ پھر اگر اس میں جاتے تو جالا ٹوٹ جاتا اور جنگلی کبوتر اُڑ جاتے۔ خائب و خاسر چلے جاتے ہیں۔

پیارے بھائیو! اللہ جو فرما چکا ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ● (اللہ تو اپنا نور غالب ہی کرنے والا ہے اگرچہ شیخ نجدی کے امتیوں کو ناگوار ہو) وہ ظاہر فرما رہا ہے کہ دیکھو ہم اپنے نورِ منیر، بشیر و نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد تلواروں، تیروں، نیزوں، بندوقوں، توپوں سے نہیں کرتے۔ بلکہ ایک مٹھی کنکریوں، مکڑی کے جالے، کبوتر کے انڈوں سے اسکی حمایت کرتے ہیں۔

☆ پیارے برادرانِ گرامی! اب میں آپ حضرت کو مدینہ منورہ کی مبارک ہوا کھلاتا ہوں۔ ہجرت کو دوسرا سال ہے۔ شنبہ کی شب بارہویں یا تیسری تاریخ رمضان مبارک کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عاشقوں، جاںنثاروں کو مدینہ طیبہ سے لے کر باہر تشریف لے چلتے ہیں۔ کچھ معلوم ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ساز و سامان و لشکر لے کر برآمد ہوتے ہیں۔ کل تین سو تیرہ آدمی ہمراہ رکاب

اقدس ہیں۔ ستر اونٹ اور دو یا تین گھوڑے ہیں۔ چھ زرہیں، آٹھ تلواریں، دو دو تین تین آدمیوں میں ایک ایک اونٹ ہے۔ باری باری سے لوگ سوار ہو رہے ہیں۔ یہ ہے جاہ وحشمِ ظاہری۔ ابی عتبہ کے کنویں پر مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر قیام فرماتے ہیں۔ جاں نثاروں کو ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کم ہیں، بے سامان ہیں۔ پیارے پیارے نرم ونازک دستِ کرم اپنے ناز اٹھانے والے، اپنے چاہنے والے کے حضور اٹھا دیتے ہیں۔ اور ان پیارے پیارے نازک ونرم لب ہائے مبارک سے جنکی دعا کبھی رد نہ ہوئی عرض کرتے ہیں۔ اے خدا! یہ پیادہ ہیں، انھیں سوار کردے۔ یہ بھوکے ہیں، انھیں سیر کردے۔ اور برہنہ ہیں، انکو لباس پہنادے۔ اور فقیر ہیں، انکو اپنے فضل سے غنی کردے۔

کفار نو سو پچاس پہلوان آتے ہیں۔ ذرا انکے اسباب پر نظر کیجئے۔ سو گھوڑے ہیں، سات سو ستر اونٹ ہیں اور سوار پیادے سب زرہ پوش ہیں۔ گانے والی عورتیں، بجانے کے ساز ساتھ ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میدانِ بدر میں تشریف لاتے ہیں۔ جاں نثاروں کا امتحان لیا جارہا ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے۔ آج تو مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے نکالے ہیں۔ سب عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ! ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے لڑائی کا حکم دیا تو سب نے بے ساختہ کہہ دیا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ. (آپ اور آپ کا رب جایئے اور لڑیے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔) بلکہ ہم یوں عرض کرتے ہیں۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ. (آپ اور آپکا رب مدد فرمائے۔ ہم آپکی مدد پر لڑیں گے) تبسم فرمایا جاتا ہے اور خرمنِ عصیاں پر بجلی گرا کر خاک سیاہ کردیا جاتا ہے۔ جاں نثاروں کے دلوں کو صبر وسکون سے پُر کردیا جاتا ہے۔ خیر اب وہ وقت آگیا ہے کہ شہدا کو حورانِ جنت دوڑ کر اپنی گود میں لے لیں۔

جنت شہداء کے لئے سجائی گئی ہے۔ دوزخ اُنکے مقتولین کفار کے واسطے بھڑکائی گئی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صف بندی فرمارہے ہیں۔ مبارک ہاتھوں میں ایک لکڑی ہے۔ سواد بن غزنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف سے آگے کھڑے ہیں۔ اپنے مبارک ہاتھ سے وہ لکڑی سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر مارتے ہیں (اس مارنے کا مزا اور سرور حضرت سواد ہی خوب جانتے ہونگے) اور فرماتے ہیں۔ اے سواد برابر ہو۔

سواد: یارسول اللہ آپ نے ایک درد دینے والی ضرب مجھے ماری اور اللہ نے آپ کو حق، انصاف، عدل کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھ کو قصاص دیا جائے۔ (خدا کو معلوم کہ اس درد کا مزا کیسا ہوگا) جامۂ اقدس سینۂ اقدس سے ہٹادیا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے۔ قصاص لے۔ سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا منھ سینۂ انور پر رکھ دیتے ہیں اور بوسہ لیتے ہیں۔ ارشادِ عالی ہوتا ہے۔ یہ کیا کیا؟

سواد: یہ آخر وقت ہے۔ میں اسی وقت شہید ہوں گا۔ میں نے چاہا کہ آخر وقت میں میرا بدن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن اقدس سے ملے۔ عاشقِ جاں نثار کو دعا فرمائی جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے یارِ غار، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عریش میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جنگ شروع ہوتی ہے۔ نورِ الٰہی کے بجھانے والوں کی کثرت ملاحظہ فرما کر اپنے چاہنے والے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ فرمانے والے کی جناب میں روبقبلہ ہوکر عرض کرتے ہیں۔ اے خدا! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ اے خدا! اگر ان تھوڑے سے مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا اور یہ شہید ہوجائیں گے تو روئے زمین پر تیرا پوجنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔

یہاں تک دعا میں مبالغہ فرمایا جاتا ہے کہ چادرِ مقدس گر پڑتی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر کو اُٹھا کر دوشِ مبارک پر ڈال دیتے ہیں۔ اور حضور کو اپنی بغل

میں لے کر عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ اب دعا کو موقوف فرمائیں۔ جو آپ نے طلب فرمایا ہے کافی ہے اور عنقریب اللہ اپنا وعدہ پورا ہی فرماتا ہے۔ اتنے میں سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غنودگی آجاتی ہے۔ لحظہ بھر کے بعد بیدار ہو کر تبسم فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اے ابوبکر! خدا کی نصرت آگئی۔ یہ ہیں جبرئیل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے۔ اور اُن کے اگلے دانتوں پر غبار پڑا ہوا۔ جنگ میں ایک ہوا تیز چلتی ہے۔ اور جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام ہزار فرشتے ساتھ لے کر نورِ الٰہی کی حمایت کو آگئے ہیں۔ پھر اُسی طرح دوسری ہوا تیز چلتی ہے اور میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام ایک ہزار فرشتے لے کر آتے ہیں۔ پھر ایک اور ہوا ویسی ہی چلتی ہے اور اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آتے ہیں۔ کفار کے سر جدا ہو رہے ہیں اور مارنے والا نظر نہیں آتا۔

مسلمانو! کفار نورِ الٰہی کے بجھانے کو بڑے ساز و سامان سے آتے ہیں، کچھ کم ہزار آدمی، جنگجو پہلوان اور چاہتے ہیں کہ نورِ الٰہی کو بجھا دیں۔ لیکن خدائے برحق جس کا وعدہ صادقہ ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور ہی کو کامل فرمائے گا اگرچہ کفار اپنے غم و غصہ میں گھٹ گھٹ کر مر جائیں) خدائے برحق اپنے نور کے اتمام کو تین ہزار فرشتے بھیج کر مدد فرماتا ہے اور کفار کے منہ جھلس جاتے ہیں۔ ستر کفار قید اور ستر شرفائے قریش جہنم رسید ہوتے ہیں۔ تمام مال و اسباب، اونٹ گھوڑے، رسد، غلہ مسلمانوں کی ملک بنا دیا جاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ اسی وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کا جلوہ ہے۔

☆ اچھا اب ادھر ملاحظہ ہو۔ ہجرت کا گیارھواں سال ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافتِ راشدہ پر جلوہ افروز ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہری آنکھوں سے چھپے ہوئے دو تین مہینے ہوئے ہیں۔ تمام قبائلِ عرب میں

ارتداد کی آگ ایسی لگی ہوئی ہے کہ اَلْاَمَان، اَلْحَفِیْظ۔

ایک طرف سجاح مدعیۂ پیغمبری ہے تو دوسری طرف یَمامہ میں مُسَیلِمہ کذّاب مدعیِ نبوت۔ تیسری طرف طُلیحہ بن خُوَیلد منکرِ زکوٰۃ۔ غرض کہ ہر چہار طرف یہ بلائے ناگہاں پھیل گئی ہے اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح نورِ الٰہی کو بجھادیں کہ وہ خدائے برحق جس کا وعدہ حقہ ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کو روشن ہی فرمائے گا۔ اگر چہ کفار کو برا لگے)

وہ خدا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات پر مقرر فرماتا ہے کہ نورِ الٰہی کے بجھانے والوں کو اسی نور کے شرارے سے بھسم کردیں۔ چنانچہ ویسا ہی ہوتا ہے اور تمام مرتدین یا توبہ کرتے ہیں، یا جہنم میں مکان تیار کراتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ اسی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا ایک جلوہ ہے۔

☆ اور آیئے! ملاحظہ ہو کہ فلسفۂ یونانیہ مسلمانوں میں شائع ہوتا ہے۔ اسکی وجہ سے مذاہبِ باطلہ کا شیوع ہوتا ہے۔ سیکڑوں مذاہب برساتی کیڑوں کی طرح نکل پڑتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نورِ الٰہی کو بجھادیں۔ کہ اللہ جو فرما چکا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کو غالب ہی فرمائے گا۔ اگر چہ کفار کو ناگوار ہو۔) وہ اپنے بندوں متکلمین عظام کو نورِ الٰہی کی حمایت کے لئے کھڑا کردیتا ہے کہ اُنھیں کا فلسفہ اُنھیں کے منھوں پر پٹک دیتے ہیں۔ اور سارے فلسفہ کو باطل کرکے دکھادیتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ اسی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا ایک جلوہ ہے۔

☆ اب آیئے میں آپ کو ۴۹۱ھ سے ۵۲۲ھ تک کا منظر دکھاتا ہوں۔ تمام اقوامِ یورپ متفقہ قوت سے جمع ہوکر اسلام کے مقابل آئے ہیں اور بہت کچھ فتوحات بھی حاصل کی ہیں۔ اسلام میں تنزل آگیا۔ عیسائی اقوام چاہتی ہیں کہ نورِ الٰہی کو بجھادیں کہ یکا یک خدائے برتر و برحق جو فرما چکا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ

الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنا نور کامل فرمائے گا۔ اگر چہ کفار کو برا معلوم ہو۔) وہ سلطان عماد الدین زنگی کو خدمت اسلام پر مقرر فرماتا ہے۔ تمام عیسائی اقوام کے دانتوں پر پسینہ آجاتا ہے اور تمام عیسائی اقوام مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اسلام کا عروج ہوتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ اُسی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ ایک جلوہ ہے۔

☆ اور ملاحظہ ہو۔ ۶۰۹ھ ہے۔ تاتاری وحشی قوم اسلام پر حملہ آور ہوئی ہے۔ یہ لوگ ایسے سنگدل ہیں کہ ان کا بادشاہ چنگیز خاں یہ کہا کرتا ہے کہ دھوپ میں آدمیوں کے خونوں کی دھاریں اُڑتی ہوئی میرے دل کو نہایت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کو رسد کی ضرورت نہیں۔ جہاں کہیں لڑائی ہوئی، آدمیوں کا گوشت بھون بھون کر خود کھا گئے۔ اور رانیں گھوڑوں کو ڈال دیتے ہیں۔ وہ رانوں کو چبا جاتے ہیں۔ اللہ اکبر! ایسا سخت حادثہ واقع ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی بنا کیونکر ہوئی اسکی تشریح کروں۔

مسلمانو! واقعہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد تھا۔ اُتْرُکُوا التُّرْکَ مَا تَرَکُوْکُمْ۔ (تاتاریوں سے چھیڑ مت کرو جب تک وہ تم سے مزاحم نہ ہوں۔)

ان دنوں میں وسط ایشیا کا سلطان جلال الدین خوارزمی ہے۔ چینی تجار کی آمد و رفت اسکے ملک میں ہے۔ محمد خوارزم شاہ نے چند چینی تاجروں کو قید کر کے انکا مال و اسباب بیچ ڈالا۔ چنگیز خاں نے حکم بھیجا کہ اُن کا مال اُن کو دے کر چھوڑ دو۔ سلطان جلال الدین نے اُن قاصدوں کو داڑھیاں منڈوا کر نکال دیا۔ اب کیا تھا۔ بلائے ناگہانی کی طرح تاتاری ٹوٹ پڑے۔ خوارزم شاہ تو کہیں غائب ہے۔ نہیں معلوم کہ زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا ہے۔ تمام مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں سب کو قتل کیا جا رہا ہے۔ سمرقند، ماژندراں، رے، ہمدان، قزوین، دربند شواں، قپچاق، روس، خراساں، فرغانہ، ترمذ، بخارا، مرو، نیشاپور، خوارزم، موصل،

سنجار، خلاط، بغداد مقدس، شام وغیرہ تمام بلادِ اسلامیہ برباد کیے جاچکے ہیں۔ ہزار ہا اولیا وعلماء وفضلاء شہید کیے گئے ہیں۔ ٹڈی دل کی طرح تمام مقامات میں غلبہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ تاتاری چاہتے ہیں کہ نورِ الٰہی کو بجھادیں۔ آخر مصر پر حملہ کرتے ہیں ۶۵۸ھ کا زمانہ ہے۔ ۲۵ر ماہ رمضان ہے۔ جس مقام پر جالوت سے حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کی لڑائی ہوئی تھی اور جالوت کو جہنم رسید کردیا تھا، اُسی مقام پر خاندانِ مملوکان سے لڑائی ہوتی ہے کہ یکا یک خدائے قدوس جو فرماچکا ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کو کامل ہی فرمادے گا۔ اگرچہ کفار اپنے غیظ میں جل جائیں۔) وہ خدا خاندانِ مملوکیہ کو ان پر غلبہ دیتا ہے اور تاتاریوں کا قدم پیچھے ہٹتا ہے۔ دمشق وغیرہ مسلمانوں کے قبضے میں آتا ہے۔

☆ اور آگے تشریف لے چلئے۔ ۶۶۳ھ ہے۔ تاتاریوں کی فتوحات کامل ہوچکی ہیں اور چین سے لے کر مصر، اور سندھ سے لے کر پولینڈ واقع روس تک ان کے تسلط کا ڈنکا بجنے لگا۔ کسی کو چوں وچرا کی طاقت نہیں ہے۔ ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ دیکھیں کس وقت اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ناگاہ خدائے جبار جل جلالہٗ جسکا فرمان واجب الاذعان ہے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کا غلبہ ہی ظاہر فرمائے گا۔ اگرچہ کفار کو غصہ کی آگ جلاکر خاک کردے۔) وہ خدا اُس مایوسی کے عالم میں اپنے نور کی شعاعیں چاروں طرف پھیلانا شروع کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ ۷۰۳ھ آگیا ہے۔ خدابندہ (خربند) بن ارغد تخت نشیں ہوتا ہے۔ اور مسلمان ہوکر اسلام کو رواج دیتا ہے۔ اور اس کا لقب غیاث الدین مقرر ہوتا ہے۔ تاتاری مسلمان ہونا شروع ہوتے ہیں اور تاتار میں اسلام شائع ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ اُسی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا ایک جلوہ ہے۔

☆ اب میرے پیارے برادرانِ گرامی! اسی چودھویں صدی کا منظر ملاحظہ ہو۔ فرقۂ دیوبندیہ خَذَلَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس بات کی کوشش میں رہے کہ نورِ الٰہی کو اپنے

منھوں سے بجھادے۔ خدا کو صاف لکھ دیا کہ معاذ اللہ!

"اسکا جھوٹا ہونا درست ہو گیا۔ اُس کو صراحۃً جھوٹا کہنے والا
مسلمان، سنّی، صالح ہے۔ اس کو کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے۔"

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صراحۃً لکھ دیا کہ

"شیطان سے کم علم رکھتے ہیں۔ ان کو اتنا ہی علم ہے جتنا ہر پاگل
چوپائے کو ہوتا ہے۔ اُنھوں نے اردو زبان مدرسہ دیوبند سے سیکھی۔
اُنھوں نے گنگوہی کے لیے روٹی پکائی۔ اُن کا مرتبہ اتنا ہی ہے۔ جتنا
بڑے بھائی کا۔ اُنکا ذکرِ میلاد اگرچہ بروایات صحیحہ ہو بدعتِ سیئہ
ہے۔ کنہیا کے جنم کے مثل بلکہ اُس سے بدتر ہے۔ نماز میں انکا خیال
آنا اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ خدا
کے آگے اُن کا مرتبہ چوہڑے چمار بلکہ ذرّے سے بھی کم تر ہے۔"

یکا یک خدائے برتر و برحق جس کا ارشادِ عالی ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (اللہ تو اپنے نور کو غالب ہی کر دے گا۔ اگرچہ کفار کتنے ہی جلیں) وہ اپنے نور کی حمایت کے لیے اپنے ایک خاص بندے کو کھڑا کر دیتا ہے جو ایک ہی حملہ میں اُن کا قلع قمع فرما دیتا ہے۔ حرمین طیبین میں انکی تذلیل و تکفیر ہوتی ہے۔ تمام علمائے کرام حرمین شریفین اس کی مدد کرتے ہیں۔ اُس کو اپنا امام، سردار، مجدد مانتے ہیں۔ اس سے اجازتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور دیوبندیوں کی نسبت نام بنام بالاتفاق تحریر فرماتے ہیں کہ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَ عَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ. (جو اِن دیوبندیوں کی ان باتوں پر مطلع ہو کر اُن کے کافر ہونے، انکے عذاب دیے جانے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔) یہ کیا ہے؟ یہ اُسی وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ. کا ایک جلوہ ہے

کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف طبع ہو چکی ہے۔ مطبع اہلِ سنت بریلی سے

بقیمت ۱۲ ارمل سکتی ہے۔اس کی تعریف کیا ہو سکے۔ ہاں ہاں اُس بندۂ برگزیدۂ خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ منکروں سے کہہ دو کہ اپنے کانوں کے سوراخوں میں اُنگلیاں گھسیڑ لیں۔ ورنہ اُنکے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ حاسدوں سے جتادو کہ اندھے، بہرے بنجاؤ۔ ورنہ اُس کے مبارک نام کی ہیبت سے تمہارے کلیجے شق ہوجائیں گے۔ وہ کون ہے؟ ہاں ہاں وہ وہ ہے، جس کا نیزۂ قلم یادگارِ ذوالفقار، اُسکا ایک ایک جملہ صولتِ فاروقیہ کا پرتو، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا عاشق، سیدنا غوث اعظم کا سچا نائب، سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا جانشین، وہ دین وسنت کا حامی، اسلامی بنیادوں کو مضبوط کر دینے والا، کفر کے قلعوں کو ڈھا دینے والا، حاملِ لوائے قادریت، موصل بارگاہِ غوثیت، صاحب حجتِ قاہرہ، آیتِ الٰہیۂ باہرہ، مجد دِمأۃِ حاضرہ، مؤیدِ ملتِ طاہرہ، سیدنا ومرشدنا وملاذنا ومعاذنا، کنزنا وذخرنا لیومنا و غدنا، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مولوی، حاجی، قاری، مفتی، مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومتع اللہ الاسلام والمسلمین ببرکاتھم۔ اللہ تعالیٰ اس کا بول بالا کرے، اسکے اعداء کا منہ کالا کرے۔ اسکے غلاموں کی نصرت غیب سے فرمائے۔ ہم کو اُس کے مبارک قدموں پر قربان کردے۔ قیامت کے دن ہمارا حشر اُس کے گروہ میں کرے۔ اس کے پیچھے پیچھے ہم کو بھی جنت میں داخل کرے۔ اُس کی اولاد میں وہ چراغ روشن فرمائے جو عالم کو ہمیشہ روشن وتاباں کرتے رہیں۔ اور نورِ الٰہی کے بجھانے والوں کی سرکوبی کرتے رہیں۔ آمین۔

---

(۱) اس کی تائید وتصدیق میں "اَلصَّوَارِمُ الْھِنْدِیَّۃُ عَلٰی مَکْرِ الشَّیَاطِیْنِ الدِّیْوبَنْدِیَّۃ" دار العلوم رضائے خواجہ اجمیر شریف سے چھپ چکی ہے۔ ہدیہ ۶۰ روپے ہے

قصیدۂ مدحیہ در شانِ اقدس حضور پُر نور

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معروضۂ فقیر، سگِ بارگہِ بغداد، عبید الرضا

محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی غفرلہٗ

اے سنیاں را مقتدا، یا سیدی احمد رضا — بر کافراں تیرِ قضا، یا سیدی احمد رضا
اے ہادیِ راہِ ھدیٰ، یا سیدی احمد رضا — وے عارفِ ذاتِ خدا، یا سیدی احمد رضا
بر مصطفیٰ جانت فدا، یا سیدی احمد رضا — اے عاشقِ غوث الوریٰ، یا سیدی احمد رضا
صمصامِ حق شیرِ ہدیٰ، یا سیدی احمد رضا — وے شیرِ شیرانِ خدا، یا سیدی احمد رضا
مشکوٰۃِ نورِ کبریا، یا سیدی احمد رضا — مرآۃِ حسنِ مصطفیٰ، یا سیدی احمد رضا
اندھوں کو بینا کر دیا، بہروں کو شنوا کر دیا — دینِ نبی زندہ کیا، یا سیدی احمد رضا
ہم کو ملا تجھ سے شہا، واللہ حق کا راستہ — موصل الی الحق تو ہوا، یا سیدی احمد رضا
تیری مبارک روشنی، پھیلی ہوئی ہے چار سو — اے لمعِ شمعِ من رای، یا سیدی احمد رضا
جس نے اُٹھایا سر ترے آگے ہوا وہ سرنگوں — حامی ترا شیرِ خدا، یا سیدی احمد رضا
کفار کوشش کر رہے تھے، دین کے اعدام کی — اُن کو فنا تو نے کیا، یا سیدی احمد رضا
شمشیر تیری اُٹھ گئی، اعدائے دیں غارت ہوئے — اے یادگارِ مرتضیٰ، یا سیدی احمد رضا
چکڑالویت رفض و نیچر، نجدیت مرزائیت — سب پر تو ہے برقِ فنا، یا سیدی احمد رضا
بھاگے ترے آگے سے کیسے دُم دبا کر سب خبیث — محشر نما حملہ ترا، یا سیدی احمد رضا
یا سیدی، یا مرشدی، یا مالکی، یا شافعی — اے دستگیر و رہنما، یا سیدی احمد رضا
اُچھلی تھی ندوہ جھوم کر دیں کے مٹانے کو شہا — اُس کو دیا تو نے مٹا، یا سیدی احمد رضا
القاب ملتے ہیں مجدّد سید و فرد و امام — کعبے سے تجھ کو برملا، یا سیدی احمد رضا
کی تجھ سے بیعت عالمانِ کعبہ و طیبہ نے شاہ — یہ تیرا عز و اعتلا، یا سیدی احمد رضا

"الدولۃ المکیہ" سے ہے فضل تیرا آشکار
دس گھنٹے[1] میں اُسکو لکھا، یا سیدی احمد رضا

یاد آتا ہے اللہ رویت سے ولی اللہ کی
فرماتے ہیں خیر الوریٰ، یا سیدی احمد رضا

جس وقت دیکھا تیرا جلوہ یاد اللہ آگیا
وہ ہے تری پیاری ادا، یا سیدی احمد رضا

ہے عِندَ ذِکرِ الصَّالِحِینَ تَنَزُّلُ الرَّحمۃ ضرور
رحمت ہوئی جب کہہ دیا، یا سیدی احمد رضا

علمِ شریعت میں امام اعظم اپنے وقت کا
تو ہے، نہیں اس میں خفا، یا سیدی احمد رضا

فیض وعلومِ معرفت میں یادگارِ غوث ہے
تو بیشک و بے امترا، یا سیدی احمد رضا

شیرِ ہدایت[2] سے سنے جتنے ترے فضل وکمال
دیکھا تجھے اُس نے سوا، یا سیدی احمد رضا

مسند نشینِ غوث ہے، از فضل رب و مصطفیٰ
کر قادری صدقہ عطا، یا سیدی احمد رضا

اچھے میاں کے صدقے میں اچھا بُرے کو بھی تو کر
داتا ترا نوری بھلا، یا سیدی احمد رضا

آلِ رسولِ احمدی کے صدقے میں یا مرشدی
بندہ مجھے اپنا بنا، یا سیدی احمد رضا

صدقے میں نور اللہ کے، تو نور سرتاپا بنا
دے ڈال صدقہ نور کا، یا سیدی احمد رضا

تیرے مقدس ہاتھ میں، میں نے دیا ہے اپنا ہاتھ
رکھ لاج اسکی سرورا، یا سیدی احمد رضا

جب جانکنی کا وقت ہو اور رہزنی شیطاں کرے
ایماں مرا اُس سے بچا، یا سیدی احمد رضا

لب پر خدا کی یاد ہو، دل مصطفیٰ آباد ہو
ہو قلب میں تیری وِلا، یا سیدی احمد رضا

روزِ قیامت لوگوں میں، جب شور رستاخیز ہو
دامن میں اپنے لے چھپا، یا سیدی احمد رضا

چل رے عبیدِ کمتریں، آ بخشوادیں تجھ کو ہم
یوں حشر میں دینا ندا، یا سیدی احمد رضا

اللہ فرمائے مدد، تیری ہمیشہ غیب سے
اعدا ترے سب ہوں فنا، یا سیدی احمد رضا

صدیق وفاروق وغنی حیدر رہیں تیرے حفیظ
سبطین حافظ دائما، یا سیدی احمد رضا

اہلِ سنن پر تیرا سایہ، دائم و قائم رہے
منکر پہ ہو قہرِ خدا، یا سیدی احمد رضا

---

[1] میرے خیال میں سہوِ کتابت ہے۔ کاتب نے آٹھ گھنٹے کے بجائے دس گھنٹے لکھ دیا ہے۔ الدولۃ المکیہ میں مصنف قدس سرہٗ نے آٹھ گھنٹے کی صراحت فرمائی ہے۔ مصرعہ یوں ہے۔ "آٹھ گھنٹے میں لکھا، یا سیدی احمد رضا"

[2] یعنی حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ محمد ہدایۃ الرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باغِ رضا پھولا پھلا یارب رہے تاروزِ حشر ، سب کی یہ ہے دل سے دعا یا سیدی احمد رضا
احمد پہ ہو رب کی رضا، احمد کی ہو تجھ پر رضا اور ہم پہ ہو تیری رضا، یا سیدی احمد رضا
تیرا عبید پُر خطا میں ، تو ہے عبد المصطفیٰ
اور مصطفیٰ عبدِ خدا ، یا سیدی احمد رضا

خیر اب تمام فرقۂ دیوبندیہ پر ہر جانب سے تھتکار پڑنے لگی۔ ہر شخص علانیہ جیسا حکمِ اسلام تھا کافر، مرتد کہنے لگا۔ اب اُس کتاب کا جواب کس سے ہو سکے؟ وہ تو الٰہی تلوار، محمدی صمصام ہے۔ اُن کلماتِ ملعونہ سے توبہ شائع کریں، یہ کس کو توفیق؟ اس کا جواب دے۔ یہ کس میں ہمت؟ ناچار جاہلوں کے چھلنے کو یہ مکر گانٹھے۔ تمام دیوبندی کنبہ اس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح ان قاہر ضربات سے کھوپڑی تو دم لے۔ اُس مقدس، برحق فتوائے مبارکہ سے جان تو بچے۔ لہٰذا یہ کید فریب کیے کہ چھپی چھپائی کتابوں سے منکر ہو جائیں کہ لو ہم نے یہ کہا ہی نہیں۔ ہماری کتابوں میں وہ عبارتیں ہیں ہی نہیں۔ وہ تو ہمارے استاذِ شفیق، بڈھے ابلیسِ لعین نے ہمارے ہیولے میں گھس کر بک دیا تھا۔ اس کے لے چند دغا بازیاں کیں۔

اول تو یہ کہ جب حسام الحرمین شریف کو منہ چڑانے پر آئے تو بمصداق "آنچہ آدم میکند بوزینہ ہم۔" چند جعلی تصدیقیں بھی جی سے گڑھ لیں۔ خوش قسمتی سے کچھ نام تو معلوم تھے۔ لہٰذا بعض انھیں علمائے کرام کے نام لکھ لیے جو حسام الحرمین شریف کے مقرظ و مصدق ہیں۔ اور بعض انکے جو دیوبند کے پڑھے ہوئے وہاں جا کر بسنے لگے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جنھوں نے اپنی تقریظ سے رجوع فرمائی۔ انکی تحریروں کو بھی داخل کر لیا۔ کہیے یہ کونسی دیانت ہے؟ صفحہ (۵۵) دیکھو کہ مفتی مالکیہ اور اُنکے بھائی نے اپنی تقریظ واپس کر لی۔ مگر نقل موجود۔ طرفہ یہ کہ واپسی کا اقرار بھی۔ ع

"چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد"

تیسرے یہ کہ ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ سوال کے موافق جواب ہوتا ہے۔ فرض

کیجیے کہ انبہٹہ کے کسی وہابی نے سنیوں کی مسجد سے چوری کی۔ زید عالم سنی نے قطع ید کا فتویٰ دیا۔ اس پر عمرو وہابی بکر سنی کے پاس جا کر تقیہ کہے کہ انبہٹی صاحب پر چوری کی جھوٹی تہمت رکھی گئی ہے۔ زید کو معلوم تھا۔ پھر بھی قطعِ ید کا فتویٰ دے دیا۔ کیا بکر نہ کہے گا کہ انبہٹی بری کیا جائے اور زید کا فتویٰ غلط ہے۔

یا فرض کیجیے ایک دیوبندی مہادیو کی بندگی، لنگ جلہری کی پوجا کرے اور کسی مفتی کے سامنے جا کر کہے۔ میں ایک اللہ کو مانتا اور نبی کو برحق جانتا اور شرک سے بیزار ہوں۔ کیا وہ اسے مسلمان نہ کہہ دے گا؟ مگر اس کا کہنا کیا کام آئے گا جبکہ اس دیوبندی کے گھر میں مہادیو اور بت رکھے ہیں؟ اور وہ اب تک اُنھیں سجدہ اور ڈنڈوت کیے جاتا ہے۔ تو بالفرض اگر علمائے حرمین شریفین کی واقعی تقریظیں بھی ہوتیں تو اُن کی کیا خطا؟ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ انبہٹی جی نے عباراتِ ملعونہ کی کایا پلٹ عقائد وہابیہ سے کان پر ہاتھ دھر لینا۔ یہاں تک کہ خود اپنے عقیدے والوں کو کافر، مرتد، خارج از اسلام لکھ دینا۔ غرض کتنے مکر و فریب کیے ہیں؟ اس کام کے انجام دینے کے لیے مہینوں طائفے بھر میں ڈھونڈا گیا۔ کوئی ایسا جیوٹ منچلا نہ ملا کہ اپنے ہی عقیدے والوں کو کافر، مرتد، خارج از اسلام بکھانتا ہو۔ ناچار اپنا اگوا میاں انبہٹی جی کو بنایا کہ ابھی تم ٹانٹھے ہو۔ گنگوہی جی تو ہار بول گئے۔ تھانوی جی اپنے اساتذہ کو جاہل کہہ بھاگے۔ دوسرے یہ کہ اُن کے سر پر ''حسام الحرمین'' ہی کا وہ زخم کاری ہے جس سے اب تک کھوپڑی سہلا رہے ہیں۔ تمہاری کھوپڑیہ شریفہ البتہ اس لائق ہے کہ دو چار ضربیں سہہ سکو۔

اس وقت ایک تحریر پُر مکر و تزویر فقیر کے زیرِ مشق رد ہے۔ جس کا نام ''اَلتَّلْبِیْسَاتُ لِدَفْعِ التَّصْدِیْقَاتِ''[۱] ہے۔ یہ ایک مجمل عبارت ہے۔ تفسیر یہ

---

[۱] یہ فقیر اپنی طرف سے نام نہیں رکھتا بلکہ خود نام ہی یہ ہے۔ چنانچہ اس شکل پر لکھا ہے 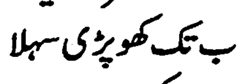 اور قاعدہ یہ ہے کہ اس طرز کی عبارت کے نیچے سے اوپر کو پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہرِ اقدس کی شکل یوں تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

ہے۔ ''اَلتَّلْبِیْسَاتُ الدِّیُوبَنْدِیَاتُ الْکَاذِبَاتُ الْمَلْعُوْنَاتُ لِدَفْعِ التَّصْدِیْقَاتِ الْمَکِّیَّاتِ الْمَدَنِیَاتِ الصَّادِقَاتِ الْمَصْدُوْقَاتِ'' یعنی دیوبندیوں کی تمام تر مکاریاں، عیاریاں حرمین طیبین کی اُن تصدیقات مبارکہ کے مقابلہ میں جو انکے کفر پر ہوئیں اور اس کا عرف'' اَلْمُفَنَّدُ عَلَی الْمُهَنَّدِ'' اس عبارات میں دونوں صفتوں کے موصوف محذوف ہیں۔ اصل یوں ہے۔''اَلدِّیُوبَنْدِی الْمُفَنَّدُ عَلٰی حُسَامِ الْحَرَمَیْنِ الْمُهَنَّدِ'' یعنی دیوبندی بڈھا خود اُس تلوار کی دھار پر بیٹھتا ہے جو حرمین میں مصقل ہوئی اور دراصل ہندوستان کی بنی ہوئی ہے۔

خیر ''اَلْاَسْمَاءُ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ'' بات یہ ہے کہ فقیر نے اپنے بھولے بھائیوں کی آگاہی کے لیے اُسکی مکاریاں، غداریاں، عیاریاں، کذابیاں، بے ایمانیاں کھولنے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔ فَاَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔

(۱)

تمام وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے امام اسمٰعیل دہلوی نے اپنی'' تقویت الایمان'' میں مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۱۲ پر لکھا

> ''کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے، یا رکوع کرے، یا اسکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے، یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے، انکے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، اُنکی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اُس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب

کرے، اور ایسی قسم کی باتیں کرے، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔
اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔
پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، یا یوں سمجھے کہ اُنکی
اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت
سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔''

مسلمانو! یہ ''تقویت الایمان'' کی اصل عبارت ہے۔ اب ملاحظہ فرمایئے امام الوہابیہ نے اس ایک ہی عبارت میں مسلمانوں پر کس قدر شرک کے فتوے دیے۔

(۱) جو شخص کسی نبی، ولی کی سچی قبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو، وہ مشرک۔
(۲) جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لیے دور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک۔
(۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر روشنی کرے وہ مشرک۔
(۴) جو کسی نبی ولی کے مزار پر غلاف ڈالے وہ مشرک۔
(۵) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چادر چڑھائے وہ مشرک۔
(۶) جو کسی نبی ولی کے مزار سے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں ادب کے لئے مزار کو بغیر پیٹھ کیے ہوئے چلے وہ مشرک۔
(۷) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک۔
(۸) جو کسی نبی ولی کی قبر کو مورچھل جھلے وہ مشرک۔
(۹) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک۔
(۱۰) جو کسی نبی ولی کی درگاہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے وہ مشرک۔
(۱۱) جو کسی نبی ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وہ مشرک۔
(۱۲) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی قسم کی کوئی مراد مانگے وہ مشرک۔
(۱۳) جو کسی نبی ولی کے مزار کی خدمت کے لیے مجاور بن کر وہاں رہے وہ مشرک
(۱۴) جو کسی نبی ولی کے مزار کے اردگرد کے جنگل کا ادب کرے وہ مشرک۔

پھر صاف صاف کہا کہ اگر انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو خدا

کا بندہ، خدا کا مخلوق سمجھا۔ اور یہ جان کر کہ انکی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، انکے ساتھ یہ معاملہ کرے، وہ بھی مشرک۔ پھر اس گستاخ، بے ادب کی سرکشی دیکھئے، انبیاء و اولیاء، خدا کے محبوبوں کے ساتھ بھوت پری کو ملاتا ہے۔

خیر ان تمام باتوں پر قیامتِ کبریٰ تو رسالۂ مبارکہ "کشف ضلال دیوبند" میں دیکھئے۔ یہاں تو یہ گزارش کہ امام الوہابیہ نے صاف صاف کسی نبی کی بچی قبر کی زیارت کرنے کے لیے دور سے سفر کر کے جانے والے کو مشرک کہا تو معلوم ہوا کہ سارے کے سارے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کا یہی دھرم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے کے لیے سفر کر کے مدینۂ طیبہ حاضر ہونا شرک ہے۔ اب انبہٹی جی کی "اَلتَّلْبِيْسَاتُ لِدَفْعِ التَّصْدِيْقَاتِ مَعْرُوْف بِالْمُهَنَّدِ" میں سخت ناپاک تلبیسیں دیکھئے۔ پہلا سوال گڑھا۔

> "کیا فرماتے ہو شدِّ رحال (یعنی دور سے سفر کرنے) میں سید الکائنات علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کے لئے (پھر اسکا جواب گڑھا کہ) ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبر سید المرسلین ہماری جان آپ پر قربان اعلیٰ درجہ کی قُربت اور نہایت ثواب اور سببِ حصولِ درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدِّ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی سفر کرنے اور جان و مال خرچ کرنے) سے نصیب ہو۔ اور سفر کے وقت آپکی زیارت کی نیت کرے۔ (اسکے چند سطر بعد لکھا) وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینۂ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجدِ نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب۔ سو یہ قول مردود ہے۔ (پھر چند سطر بعد لکھا) اسی مبحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہٗ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس میں مولانا نے وہابیہ اور اُنکے موافقین پر قیامت ڈھادی۔"

دیکھئے انبہٹی جی نے اس مسئلہ میں کس قدر فریب کیے۔
(۱) تقویت الایمان کی اصل عبارت نہیں پیش کی۔(۲) امام الوہابیہ نے جس بات کو شرک لکھا اسے اعلیٰ درجہ کی قربت (عبادت) (۳) نہایت ثواب (۴) جنت کے درجے حاصل ہونے کا سبب (۵) بلکہ واجب کے قریب لکھا۔(۶) صاف صاف وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے امام کے قول کو مردود لکھا۔(۷) مفتی صدر الدین صاحب دہلوی جنہوں نے امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا رد کیا۔ اُنھیں اپنے گروہ کا عالم اور اپنا شیخ المشائخ لکھا۔
مسلمانو! دیکھو اسی ''المہند'' پر تمام دیوبندیوں اور مرتضیٰ حسن در بھنگی اڈیٹر النجم کاکوروی، محمد حسین راندیری، احمد بزرگ ڈابھیلی، غلام نبی تاراپوری، حسین احمد اجودھیاباشی[۱]، شبیر احمد دیوبندی، اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبہٹی کو بڑا ناز ہے۔ ہر موقع پر اسی کو اُچھل اُچھل کر بڑے فخر سے پیش کیا کرتے ہیں کہ دیکھو ہمارے پاس بھی ''المہند'' ہے جو حرمین شریفین کا فتاویٰ ہے۔
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کے پہلے ہی سوال کے جواب میں کیسی ناپاک سات مکاریاں کی گئی ہیں۔ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ انبہٹی جی اگر بات کے پکے ہوتے تو یوں جواب دیتے کہ

> ''ہمارے نزدیک اور ہمارے پیشوایانِ وہابیہ کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر انور کی زیارت کے لیے سفر کر کے مدینہ طیبہ جانا شرک ہے۔ دیکھو ہمارا نیا قرآن ''تقویت الایمان'' صفحہ ۱۲۔''

مگر وہ جانتے تھے کہ اگر اصل وہابی دھرم ظاہر کر دیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ کفر کے فتوے لگیں گے۔ لہٰذا یوں تقیہ کی ٹھہرائی۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

(۲)

مسلمانوں میں محبوبانِ خدا سے توسل واستعانت کے چار طریقے ہیں۔

---
[۱] نیز انور شاہ کشمیری

(۱) اُنھیں واسطۂ فیوضِ باری و جارحۂ قدرتِ الٰہی جان کر اُن سے مدد مانگنا، اُن سے اپنی حاجتیں طلب کرنا، اُن سے فریاد کرنا۔

(۲) اُنکی قبر سے دور اُنھیں پکارنا اور کہنا کہ آپ خدا کے پیارے ہیں، خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دے۔

(۳) انکی قبر کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنا کہ آپ اللہ عزوجل کے محبوب ہیں۔ خدا سے عرض کیجئے کہ ہماری مراد بر لائے۔

(۴) اللہ عزوجل سے عرض کرنا کہ تو اپنے فلاں پیارے بندے کے طفیل میری حاجت پوری کر دے۔

اب ملاحظہ ہو ''فتاویٰ رشیدیہ'' مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۸۸ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

> ''صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو۔ یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس کہے۔ خواہ قبر سے دور کہے۔''

دیکھئے گنگوہی جی نے پہلی قسم کی استعانت و توسل کو شرک بتایا۔ ''تفویت الایمان'' مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۲۷ پر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

> ''جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت! تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے۔ اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ اُن سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے۔ سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہوتا ہے۔''

دیکھئے امام الوہابیہ نے توسل و استعانت کی دوسری قسم کو شرک ٹھہرایا۔ اُسی ''فتاویٰ رشیدیہ'' صفحہ ۸۸ پر گنگوہی جی لکھتے ہیں۔

> ''قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق

تعالیٰ میرا کام کر دیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مُجَوِّز سماع
موتی اسکے جواز کے مُقِر ہیں۔ اور مانعینِ سماع منع کرتے ہیں۔ سو
اس کا فیصلہ کرنا محال ہے۔''

دیکھئے توسل و استعانت کی تیسری قسم کو گنگوہی جی نے مختلف فیہ بتایا۔ صاف کہہ دیا کہ ''اس کا فیصلہ کرنا اب محال ہے'' یعنی توسل و استعانت کی اس تیسری قسم کو جائز بھی نہیں کہہ سکتے اور ناجائز بھی نہیں کہہ سکتے تو عمل کے قابل یہ تیسری صورت بھی وہابی دھرم میں نہیں رہی۔

اسی ''تفویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۱۶/ پر امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے۔

''یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے
آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ عزوجل کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام ہیں۔ تو امام الوہابیہ نے اس عبارت میں منھ بھر کر انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل کے دربار میں کسی چمار کے وسیلہ سے دعا کرنا ضرور ناجائز اور خدائے قدوس جل جلالہٗ کی بے ادبی ہے۔ جب وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے نزدیک معاذ اللہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں تو معلوم ہوا کہ وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلہ سے دعا کرنا ضرور ناجائز اور اللہ عزوجل کی توہین و بے ادبی اور کفر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں توسل کی چوتھی صورت بھی ناجائز بلکہ کفر ہے۔

اب ملاحظہ ہو انبیٹھی جی ''المہند'' کے تیسرے اور چوتھے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء،
صلحاء، اولیاء، شہداء، صدیقین کا توسل جائز ہے۔ انکی حیات میں ہو
یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے
دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں"

دیکھئے (۱) یہاں بھی "تقویت الایمان" و "فتاویٰ رشیدیہ" کی اصل عبارتیں جن سے وہابیہ، دیوبندیہ وغیر مقلدین کے اصلی دھرم کا پتہ چلتا تھا پیش نہیں کی۔ اپنا اور اپنے پیشواؤں کا عقیدہ اُسکے خلاف بتایا۔ بیچارے جانتے تھے کہ اصل مذہب پیش کردیا تو پھر وہی قسمت کا کفر گلے پڑے گا۔ لہٰذا تقیہ پر عمل رہا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۳)

اسی "تقویت الایمان" صفحہ ٦٩ پر حدیث لکھی۔ اَ رَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِىْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا پھر اس کا ترجمہ بھی خود ہی لکھا۔

"بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدے کرے تو اُس کو۔
کہا میں نے نہیں۔ فرمایا۔ تو مت کر۔"

امام الوہابیہ کا مقصود تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے وہ حدیث سے کیونکر حاصل ہوسکتا۔ لہٰذا فوراً کفر کا 'ف' لکھ کر پیوند لگادیا۔

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

اب کوئی وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں سے پوچھے کہ تمہارے امام نے جو یہ ناپاک فقرہ لکھا۔ یہ حدیث کے کون سے لفظ کا مطلب ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جہنم میں بھی پہنچ کر نہیں بتاسکتے۔

مسلمانو! مٹی میں ملنے کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ یہی کہ کسی چیز کے اجزا متفرق ہو کر خاک کے ذروں میں اس طرح مل جائیں کہ تمیز دشوار ہو۔ چاندی کا بُرادہ خاک میں مل جائے تو بیشک کہیں گے کہ چاندی مٹی میں مل گئی۔ کوئی شخص اپنا خزانہ زمین میں

دفن کردے۔ اُس کو کوئی نہیں کہے گا کہ اُس کا خزانہ مٹی میں مل گیا تو معاذ اللہ وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر گئے۔ بلکہ معاذ اللہ جسمِ اقدس بھی ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ.

اب "المہند" کی عیاری ملاحظہ ہو۔ انبہٹی جی پانچویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

> "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپکی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا کی ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔"

دیکھئے اس جواب میں بھی وہی مکاریاں کی ہیں کہ (۱) اصل عبارت تقویت الایمان نہیں پیش کی۔ (۲) اپنا اور اپنے پیشواؤں کا عقیدہ "تفویت الایمان" کے خلاف ظاہر کیا۔ انبہٹی جی اگر اپنا عقیدۂ کفریہ کو ظاہر کرنے سے نہ ڈرتے تو اس سوال کا صاف صاف جواب "تفویت الایمان" کے مطابق یوں لکھتے کہ

> "ہمارے نزدیک اور ہمارے دیوبندی مولویوں کے نزدیک (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ دیکھو ہمارے دھرم کی کتاب "تفویت الایمان" صفحہ ۶۹"

پھر ہم بھی دیکھتے کہ مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ سے انکو کیسے فتوے ملتے۔ مگر بیچارے جانتے تھے کہ یہاں اپنے دھرم کو ظاہر کرتے ہی سر پر قہر آجائے گا۔ لہٰذا تقیہ اختیار کیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۴)

دیوبندیوں کے حکیم الامۃ، وہابیوں کے مجدد الملۃ، جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی اپنی "حفظ الایمان" مطبع انتظامی کانپور صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"یہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں گفتگو تھی۔ جس میں آپ نہایت قوی حیات برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔"

دیکھئے تھانوی جی نے یہاں کھلے لفظوں، وہابی دھرم کے عقیدے کا اظہار کر دیا کہ قبر انور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات حیاتِ برزخیہ ہے۔ مگر انبہٹی جی نے علمائے حرمین کے سامنے اس عقیدے کو چھپایا اور صاف لکھ دیا کہ آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ برزخی نہیں ہے۔ یہی کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۵)

اسی "تفویت الایمان" کی ایک عبارت پہلے گزر چکی جس میں کسی نبی ولی کے مزار کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کو امام الوہابیہ نے شرک لکھا اور اسی "تفویت الایمان" مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۴۴ پر امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے لکھا۔

"ادب سے کھڑا ہونا اور اُس کو پکارنا اور اُسکا نام جپنا، اُنھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں (۱) کسی نبی، ولی کے سامنے ادب سے کھڑا ہونے والا مشرک (۲) کسی نبی، ولی کو پکارنے والا مشرک (۳) کسی نبی ولی کا بار بار نام لینے والا مشرک۔

اب "المہند" میں انبہٹی جی کی عیاریاں دیکھئے۔ چھٹے سوال کے جواب کے اخیر میں لکھتے ہیں۔

"اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے"

دیکھئے کہ (۱) اصل عبارت "تفویت الایمان" پیش نہیں کی۔ (۲) "تفویت الایمان" میں جسے شرک لکھا گیا ہے۔ اُسے "المہند" میں اولیٰ اور بہتر لکھا۔ (۳) اُسی

شرک کو معتبر بتایا (۴) اُسی شرک پر اپنا اور اپنے پیشواؤں کا عمل بتایا۔ پھر پہلے میں ''تفویت الایمان'' کی جو عبارت گزری اُس میں کسی نبی ولی کے مزار کے سامنے ہاتھ باندھ کر التجا یعنی دعا کرنے کو بھی امام الوہابیہ نے شرک لکھا۔ یہاں انبہٹی جی لکھتے ہیں۔'' یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔'' یعنی روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا بھی مانگنی چاہئے۔ (۵) اس میں بھی ''تفویت الایمان'' کی عبارت پیش نہیں کی۔ (۶) جسے وہاں شرک لکھا گیا، انبہٹی جی کہتے ہیں کہ وہی کرنا چاہئے۔ مسلمانو! یہ مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ کے علمائے کرام کا خوف ہے جو انبہٹی ہی سے اَنکہی کہلوا رہا ہے۔

ورنہ اگر ڈر نہ ہوتا تو اپنا دھرم کیوں چھپاتے۔ صاف صاف لکھتے کہ

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مولویانِ دیوبند کے نزدیک روضۂ اقدس کی طرف ادب سے کھڑا ہونا اور دعا مانگنا دونوں شرک ہیں۔ دیکھو ہماری دھرم پستک ''تفویت الایمان'' صفحہ (۱۲) و صفحہ (۴۴)''

افسوس خدا سے ڈر کر توبہ تو نہ کریں۔ مگر بندوں کے ڈر سے اپنا مذہب چھپائیں، جھوٹ بولیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ.

(۶)

ابھی ''تفویت الایمان'' کی عبارت گزری جس میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام جپنے کو امام الوہابیہ نے شرک لکھا۔ نام جپنے کے معنی یہی تو ہیں کہ کسی کا نام متبرک سمجھ کر بار بار لیا جائے اور بکثرت درود شریف پڑھنے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہی تو ہے۔ پھر دلائل الخیرات شریف میں درود شریف ہی تو بھرے ہوئے ہیں۔ تو دلائل الخیرات کے پڑھنے میں بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نام جپنا ہے تو وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں بکثرت درود شریف پڑھنا اور دلائل الخیرات پڑھنا دونوں شرک ہیں۔ اب دیکھئے ''المہند'' کے ساتویں سوال کے جواب میں انبہٹی جی لکھتے ہیں

''ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شرف کی

کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب طاعت ہے۔ خواہ
دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی
تلاوت سے ہو۔"

دیکھئے انبہٹی جی نے کس قدر عیاری کی۔(۱) اصل عبارت "تفویت الایمان" نہیں لکھی۔(۲) جو بات "تفویت الایمان" سے شرک ثابت ہوتی ہے۔ یعنی درود شریف کثرت سے پڑھنا یا دلائل الخیرات کا ورد رکھنا۔ اُسی شرک کو مستحب کہا۔(۳) اُسی شرک کو موجب اجر کہا۔(۴) اُسی شرک کو ثواب کہا۔(۵) اُسی شرک کو طاعت کہا۔

ہم تو جب جانتے کہ انبہٹی جی مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علما سے اپنا اصلی مذہب نہ چھپاتے اور صاف صاف لکھتے کہ

"بکثرت درود شریف پڑھنے اور دلائل الخیرات کا ورد رکھنے میں
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا پڑتا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک
اور ہمارے دیوبندی مولویوں کے نزدیک شرک ہے۔ دیکھو ہمارے
امام اسمٰعیل دہلوی کی "تفویت الایمان" صفحہ (۴۴)"

مگر انبہٹی جی ایسے نادان نہیں تھے ساری پارٹی نے انھیں عیاری، مکاری، چالاکی، بے باکی میں فرسٹ نمبر دیکھ کر اس کام کے لیے مقرر کیا تھا۔ اس لیے جو کچھ مکاری، عیاری انھوں نے برتی وہ آپ لوگوں نے دیکھ لی۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۷)

انبہٹی جی اسی سوال کے جواب میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"خود ہمارے شیخ مولانا گنگوہی اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا
کرتے تھے اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہٗ
نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدوں کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل
کا ورد رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے۔
اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدوں کو اجازت دیتے تھے۔"

اللہ اکبر! اس مکاری کی کچھ بھی حد ہے۔ کسی طرح دھوکے دے کر کفر کا فتویٰ اکابر

طائفہ کی پشت پر سے اُٹھ جائے۔ خواہ تفویت الایمانی دھرم پر گنگوہی اور حاجی امداداللہ دونوں کے دونوں ڈبل مشرک ثابت ہو جائیں۔

ابھی اوپر ثابت ہو چکا کہ وہابی دھرم میں اور تفویت الایمانی فتوے سے دلائل الخیرات شریف کا پڑھنا شرک ہے اور انبیٹھی جی علماءِ حرمین شریفین کو دھوکے دینے کے لیے کہتے ہیں کہ گنگوہی جی اور اُنکے پیر جی حاجی امداداللہ دونوں دلائل الخیرات خود بھی پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس کی اجازت بھی دیتے تھے۔ دلائل الخیرات کا پڑھنا ایک شرک اور اُسکی اجازت دینا دوسرا شرک۔ تو تفویت الایمانی فتویٰ سے حاجی امداداللہ صاحب ڈبل مشرک ہوئے اور گنگوہی جی دو ڈبل مشرک ہوئے۔ اور تھانوی و انبیٹھی دونوں تین ڈبل مشرک۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۸)

''تفویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل دہلی صفحہ (۴۴) پر ہے۔

> ''نام جپنا اُنھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔''

تو دلائل الخیرات اور درود شریف تو الگ رہا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہابی دھرم میں اور تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کے نزدیک کلمۂ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ورد کرنا اور کلمۂ طیبہ کو وظیفہ کے طور پر پڑھنا شرک ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہے۔ اس پر کوئی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اگر چیخ پڑے اور اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے یوں کہے کہ کلمۂ طیبہ کے وظیفہ میں اللہ کا نام بھی ہے لہٰذا شرک نہیں۔ تو اس کا راستہ بھی امام الوہابیہ پہلے ہی بند کر گیا ہے کہ شرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ساتھ دوسرے کو ملایا جائے۔ جو بات خاص دوسرے ہی کے لیے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو وہ ہرگز شرک نہیں۔ مثال کے طور پر سنو۔ اگر کوئی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اللہ عزوجل کی عبادت سے بالکل ہی منکر ہو جائے اور کسی مہادیو کی پوجا کرنے لگے تو وہ کافر مرتد تو یقیناً ہوگا۔

مگر مشرک نہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی عبادت کا تو سرے سے انکار کرتا ہے۔ اکیلے مہادیو کو اپنا معبود جانتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شرک وہی ہے جس میں خدا کے ساتھ دوسرے کو ملایا جائے۔ خود امام الوہابیہ اسی ''تفویت الایمان'' مطبع مجیدی کانپور صفحہ (۳۰) پر لکھتا ہے۔

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں بڑا بے پرواہ ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے۔ جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کردے اُس میں میرے ساتھ کسی اور کو۔ سو میں چھوڑ دیتا ہوں اُس کو اور اُس کے ساجھے کو اور میں اُس سے بیزار ہوں۔''

تو معلوم ہوا کہ وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں کلمۂ طیبہ کا ورد کرنا ضرور شرک ہے۔ ہم تو جب جانتے کہ انبہٹی جی اپنا دھرم نہ چھپاتے، تقیہ سے کام نہ لیتے، اور وہابی دھرم کے مطابق اس سوال کا صاف صاف جواب یوں دیتے کہ

''اے حرمین شریفین کے علمائے کرام! آپ لوگ بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات پڑھنے کو ہم سے کیا پوچھتے ہیں۔ سنیے جناب ہمارے دھرم میں اور ہمارے دیوبندی مولویوں کے دھرم میں کلمۂ طیبہ کا ورد کرنا بھی شرک ہے کہ کلمۂ طیبہ کے ورد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام بھی جپنا پڑے گا۔ اور ہمارے تفویت الایمانی دھرم میں دوسرے کا نام جپنا شرک ہے۔''

پھر دیکھیے کہ حرمین شریفین سے کیسا کرّا فتویٰ لگتا کہ انبہٹی جی کا سر شریف بھی ہمیشہ یاد رکھتا۔ مگر بیچارے انبہٹی جی یہ سب کچھ جانتے تھے اسی لیے مجبوراً تقیہ سے کام لیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۹)

''تفویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل دہلی صفحہ (۱۰) پر ہے۔

''عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کردینا، فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنا،

حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، بُرے وقت
میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا اور اولیا کی، پیر و
شہید کی، بھوت وپری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت
کرے اور اُس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور
اُسکی منتیں مانے اور اُس کو مصیبت کے وقت پکارے، سو وہ مشرک ہو
جاتا ہے۔ اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا
تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی
طاقت اُن کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت
بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

یہ تو امام الوہابیہ کا ادب ہے کہ ہر جگہ انبیائے کرام و اولیائے عظام علی سیدھم و علیھم الصلاۃ و السلام کے ساتھ بھوت پری کو ملاتا ہے۔ مگر اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے خدا کے حکم اور اُسکی دی ہوئی قدرت سے (۱) عالم میں تصرف کرنے (۲) اپنا حکم جاری کرنے۔ (۳) مارنے (۴) زندہ کرنے۔ (۵) روزی میں برکت دینے۔ (۶) روزی کم کر دینے (۷) تندرستی اور شفا دینے (۸) بیمار کر دینے (۹) فتح و (۱۰) شکست دینے (۱۱) خوش نصیبی (۱۲) بدبختی دینے (۱۳) مراد پوری کرنے۔ (۱۴) حاجت برلانے (۱۵) بلا ٹالنے (۱۶) مشکل میں مدد کرنے (۱۷) فریاد سننے (۱۸) فریاد کو پہنچنے کی قدرت ماننا (۱۹) اور انکی نذر و نیاز و نیاز کرنا (۲۰) اُنھیں پکارنا۔ یہ سب شرک ہے۔ اور جو شخص کسی نبی ولی کے لیے خدا کے حکم سے اُسکی دی ہوئی قدرت سے ان باتوں میں سے کسی ایک کام کی قدرت مانے وہ وہابی دھرم میں مشرک ہے۔

اب ملاحظہ ہو دلائل الخیرات شریف میں تقویت الایمانی شرکوں کے کیسے کیسے بھاری پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں یہ نام بھی لکھے۔

(۱) اَحِیْدٌ. یعنی اپنی امت کو نارِ دوزخ سے بچانے والے (۲) مُحْیِیْ۔ یعنی زندہ کرنے والے۔ (۳) مُنْجِیْ. یعنی بلا و مصیبت سے بچانے والے۔ (۴) نَاصِرٌ. یعنی مدد کرنے والے۔ (۵) غَوْثٌ. یعنی فریاد کو پہنچنے والے۔ (۶) عَفُوٌّ. یعنی گناہوں کو معاف کرنے والے۔ (۷) وَلِیٌّ. یعنی مددگار (۸) غِیَاثٌ. یعنی دُہائی سُن کر مدد فرمانے والے۔ (۹) مُخْتَارٌ. یعنی اللہ کی طرف سے اُسکی نعمتوں، اُس کے خزانوں پر اختیار رکھنے والے کہ جس کو جو نعمت چاہیں عطا فرمائیں۔ جس کو چاہیں نہ دیں۔ (۱۰) شَفِیْعٌ. یعنی شفاعت کرنے والے۔ (۱۱) مُهَیْمِنٌ. یعنی نگہبان (۱۲) قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ. یعنی روشن پیشانی والے، مسلمانوں کو جنت میں کھینچ لے جانے والے۔ (۱۳) وَکِیْلٌ. یعنی بگڑی بنانے والے۔ (۱۴) کَفِیْلٌ. اپنی امت کی نگہبانی و حفاظت و بخشش کا ذمہ لینے والے۔ (۱۵) کَافِیْ. یعنی دونوں جہاں میں کافی، ہر مراد کو پورا کرنے والے (۱۶) مُکْتَفِیْ. یعنی دنیا و آخرت میں کافی، ہر دکھ اور مصیبت میں کام آنے والے۔ (۱۷) شَافِیْ. یعنی تندرستی اور شفا دینے والے (۱۸) فَاتِحٌ. یعنی خیر و برکت و نعمت کا دروازہ کھولنے والے۔ (۱۹) مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ. یعنی جنت کی کنجی، کہ بغیر حضور کے جنت نہیں مل سکتی۔ (۲۰) مُصَحِّحُ الْحَسَنَاتِ. یعنی نیکیوں کو صحیح اور قبول ہونے کے قابل بنانے والے۔ (۲۱) مُقِیْلُ الْعَثَرَاتِ. یعنی گناہوں کو معاف کر دینے والے۔ (۲۲) صَفُوْحٌ عَنِ الزَّلَّاتِ. یعنی امت کے گناہوں سے درگذر فرمانے والے (۲۳) صَاحِبُ الشَّفَاعَةِ. یعنی شفاعت کے مالک۔ (۲۴) خَطِیْبُ الْاُمَمِ. یعنی اللہ کی جناب میں تمام امتوں کی طرف سے وکالت کر کے اُن کو عذابِ قیامت سے چھڑانے والے۔ (۲۵) کَاشِفُ الْکُرَبِ۔ یعنی تکلیف اور مصیبت کو دور کر دینے والے۔ (۲۶) رَافِعُ الرُّتَبِ. یعنی اپنی امت کے درجے بڑھانے والے۔ (۲۷) صَاحِبُ الْفَرَجِ. یعنی مشکلوں کے کھول دینے والے۔

اسی دلائل الخیرات شریف حزب ثانی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ مبارک نام بھی ہیں۔(۲۸)شَفِیْعُ الْاُمَّةِ . یعنی امت کی شفاعت فرمانے والے۔ (۲۹)کَاشِفُ الْغُمَّةِ. یعنی غم اور رنج کو کھول دینے والے۔(۳۰)مُوْلِیُ النِّعْمَةِ. یعنی نعمتوں کے عطا فرمانے والے۔(۳۱)مُؤْتِی الرَّحْمَةِ. یعنی رحمت دینے والے۔

اسی دلائل الخیرات شریف حزب سادس میں تین بار ہے۔(۳۲)یَا(۳۳)نِعْمَ (۳۴)الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ. یعنی اے پیارے پاکیزہ رسول۔

یہ نمونے کے طور پر چونتیس تقویت الایمانی شرک ہم نے دکھا دیے ہیں۔ دلائل الخیرات شریف کے اخیر کے اشعار ہیں۔

یَا رَحْمَةَ اللّٰهِ اِنِّیْ خَائِفٌ وَّجِلٌ ٭ یَا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنِّیْ مُفْلِسٌ عَانِیْ

وَ لَیْسَ لِیْ عَمَلٌ اَلْقَی الْعَلِیْمَ بِهٖ ٭ سِوٰی مَحَبَّتِکَ الْعُظْمٰی وَ اِیْمَانِیْ

فَکُنْ اَمَانِیْ مِنْ شَرِّ الْحَیٰوةِ وَ مِنْ ٭ شَرِّ الْمَمَاتِ وَ مِنْ اِحْرَاقِ جُثْمَانِیْ

وَ کُنْ غِنَایَ الَّذِیْ مَا بَعْدَهٗ فَلَسٌ ٭ وَ کُنْ فَکَاکِیْ مِنْ اَغْلَالِ عِصْیَانِیْ

یعنی (۳۵)اے خدا کی رحمت میں بہت ڈرتا ہوں اور خوف کرتا ہوں۔ (۳۶)اے خدا کی نعمت میں محتاج اور مصیبت میں ہوں۔ اور میرا کام ایسا نہیں جس کو لے کر خدا کے حضور حاضر ہوں۔ سوا اس کے کہ مجھے حضور کے ساتھ بڑی محبت اور حضور پر ایمان ہے۔ (۳۷)تو حضور مجھے زندگی کی مصیبت اور (۳۸) موت کی تکلیف اور (۳۹) جہنم میں جلنے سے بچا لیجئے اور (۴۰) مجھے ایسا دولت مند کر دیجئے کہ پھر میں کبھی محتاج نہ ہوں۔ اور (۴۱) مجھے گناہ کے طوق سے چھڑا دیجئے۔

چونتیس پہلے کے اور سات یہ کل اکتالیس تقویت الایمانی شرک ہوئے اور پھر یہ بھی نمونہ کے طور پر مشتے از خروارے ہیں۔ تو جس کتاب میں اس قدر تقویت الایمانی شرک بھرے ہوں اُس کا پڑھنا وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں سینکڑوں شرکوں کے برابر، پچاسوں ڈبل سے بھی بڑھ کر ڈبل شرک ہوگا۔ انبہٹی جی اگر سچائی کا

شمہ بھی رکھاتے تو اپنے دھرم کے مطابق اس سوال کا جواب دیتے کہ

> ''دلائل الخیرات میں سینکڑوں ڈبل شرک بھرے ہیں۔ اس لیے ہمارے امام کی کتاب ''تفویت الایمان'' کے حکم سے ہمارے نزدیک اور ہمارے دیوبندی پیشواؤں کے نزدیک دلائل الخیرات کا پڑھنے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔''

تنبیہ: میں نے شفیع اور شفیع الامۃ اور صاحب الشفاعۃ وغیرہ کو بھی تفویت الایمانی شرکوں میں شمار کیا۔ اس پر کوئی وہابی دیوبندی، غیر مقلد شاید چیخ پڑے کہ امام الوہابیہ نے شفاعت ماننے کو کہاں شرک لکھا ہے۔ لہٰذا اس کا ثبوت بھی سن لیجے۔ امام الوہابیہ ''تفویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل دہلی صفحہ ۸ پر لکھتا ہے۔

> ''پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اُسی کا بندہ اور اُسی کا مخلوق سمجھتے تھے۔ اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا، یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اسی مضمون میں چند سطر بعد لکھتا ہے۔

> ''اس بات میں اولیا و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی جس سے جو کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیاء، اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔''

یہ تو اس گستاخ کی عادت ہے کہ ہر جگہ انبیاء و اولیاء علی سیدھم وعلیہم الصلاۃ والثنا کے ساتھ اپنے بڑوں یعنی جن، شیطان، بھوت، پری کو ملاتا ہے مگر یہ بات اس عبارت سے بالکل ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ مجتہدین وعلمائے دین و اولیائے کاملین بلکہ تمام مسلمات و مسلمین و مومنات و مومنین اولین و آخرین جو ہمیشہ سے حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا شفیع مانتے، اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے اور ہمیشہ مانتے رہیں گے وہ سب کے سب تفویت الایمانی دھرم میں ابوجہل کے برابر مشرک ہیں۔

بے دینوں پر خدا کی پھٹکار کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور توہین کرنے والوں پر شریعتِ طاہرہ کے حکم سے علمائے اہلِ سنت کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ دیں، اس کا تو رونا روئیں کہ ساری دنیا کو کافر کہہ دیا۔ گویا گنتی کے چار پانچ دیوبندیوں کا ہی نام ساری دنیا ہے۔ اور خود اپنے ناپاک گریبانوں میں اپنے نجس سروں کو ڈال کر اپنی خباثت نہیں سوجھتے کہ تمام امت مرحومہ تمام مسلمین و مؤمنین اولین و آخرین کو ابوجہل ملعون کے برابر مشرک و کافر کہتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ خیر تو کہنا یہ ہے کہ انبہٹی جی نے اس سوال کے جواب میں دجّالیت، کذّابیت سے کام لیا اور اپنا دھرم ظاہر نہ کیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(١٠)

امام الوہابیہ "تفویت الایمان" مطبع مجیدی کانپور صفحہ (٢) پر کہتا ہے۔

"اللہ و رسول کے کے کلام کو اصل رکھیے اور اُسکی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اُس کے مطابق ہو سو قبول کیجیے اور جو موافق نہ ہو اُس کی سند نہ پکڑیے اور جو رسم اُس کے موافق نہ ہو اُس کو چھوڑ دیجیے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اُس کو بڑا علم چاہئے، ہم کو وہ طاقت کہاں کہ اُن کا کلام سمجھیں اور اُس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے، سو ہماری کیا طاقت ہے کہ اُس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف، صریح ہیں اُن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔"

صفحہ (۳) پر لکھتا ہے۔

''اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔''

صفحہ (۴) پر کہتا ہے

''جو کوئی بہت جاہل ہے اُس کو اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہئے۔''

اسی صفحہ پر لکھتا ہے۔

''ہر خاص و عام کو چاہئے کہ اللہ و رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اُسی کو سمجھیں اور اُسی پر چلیں۔''

مسلمان ان عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ اول تو ہر گنوار سے گنوار، جاہل سے جاہل گیدی کو قرآن و حدیث کے معانی و نکات سمجھنے کے قابل بتایا۔ پھر اللہ عزوجل پر افترا بھی جڑ دیا کہ

''قرآن مجید میں باتیں بہت صاف و صریح ہیں۔ اُن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں''

کیا ہے دم؟ کسی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد میں کہ بتا سکے کہ اللہ عزوجل نے یہ کہاں فرمایا ہے؟ یہ کون سی آیت کا ترجمہ ہے؟ پھر قرآن پاک کو صراحۃً جھٹلا دیا کہ

''اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے''

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَ مَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ. (یہ کہاوتیں بیان تو سب کے لیے کرتے ہیں۔ اور اُنھیں عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔)

اب نہیں معلوم وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین اللہ عزوجل کو سچا کہتے ہیں یا اسمٰعیل دہلوی کو۔ ہمیں تو یہی توقع ہے کہ اُن سے اللہ چھوٹ جائے تو پرواہ نہیں۔ مگر امام الوہابیہ

کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے۔ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اہلِ اسلام ملاحظہ فرمائیں ۔ ان عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف صاف مسلمانوں کو اماموں کی تقلید سے توڑا اور ہر جاہل اجہل کو حکم دیا ہے کہ تم خود قرآن و حدیث سے احکام سمجھو اور ہر جاہل اجہل جو کچھ قرآن وحدیث سے سمجھے اُسی پر عمل کرے بلکہ صاف صاف کہا کہ جو شخص بہت زیادہ جاہل ہو وہ اپنی سمجھ کے مطابق بہت زیادہ مسئلے قرآن وحدیث سے نکالے۔ بلکہ جاہل گیدی کو حکم دے رہا ہے کہ مولویوں کی نہ سنو بلکہ کلامِ الٰہی کو خود سمجھو اور اُس کے ذریعہ سے اپنی سمجھ کے مطابق مولویوں یعنی ائمۂ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی وامام مالک وامام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کو پرکھو۔ انکی جانچ پڑتال کرو، اگر تمہاری سمجھ میں وہ قرآن وحدیث کے مطابق معلوم ہوں تو مانو ورنہ پھینک دو۔

کیوں بھائیو! کیا غیر مقلدی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ دیکھو صاف صاف ہر جاہل اجہل کو اماموں کی تقلید سے منع کیا اور خود قرآن وحدیث سے مسائل سمجھنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ تفویت الایمانی دھرم میں اماموں کی تقلید ناجائز ہے۔ اسی ''تفویت الایمان'' کے دوسرے حصہ تذکیر الاخوان صفحہ (۱۸۸) پر لکھا۔

> ''مسلمانوں کو چاہئے کہ جب تک مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی وتقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کر کے نہ بیٹھ رہے۔''

اسی تذکیر الاخوان کے صفحہ (۱۸۹) پر لکھا

> ''جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی، درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔''

دیکھئے! صاف تقلید کو شرک لکھا۔ اب ملاحظہ ہو انبیٹھی جی نے آٹھویں، نویں، دسویں سوال کا جواب ''المہند'' میں لکھا۔

> ''اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی

ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوی کے اتباع کرنے کا انجام الحاد اور زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔''

اس جواب میں انبہٹی جی نے کس قدر بے ایمانیاں کی ہیں۔(۱) ''تقویت الایمان'' و(۲) ''تذکیرالاخوان'' کی اصل عبارتیں جن میں تقلید کو شرک اور ناجائز لکھا ہے وہ نہیں پیش کیں۔(۳) جس بات کو ''تقویت الایمان'' و''تذکیرالاخوان'' میں ناجائز و شرک لکھا اُسے ضروری بتایا، (۴) بلکہ اُسے واجب کہا(۵) پھر اُسی تقویت الایمانی شرک کے چھوڑنے کا انجام ملحد اور(۶) زندیق ہو جانا بتایا(۷) پھر کہا ''اللہ پناہ میں رکھے'' یعنی اُسی تقویت الایمانی شرک میں مبتلا رکھے۔(۸) پھر اُسی تقویت الایمانی شرک پر موت مانگی۔(۹) پھر تقویت الایمانی دھرم میں جو لوگ مشرک ہیں اُنھیں کے گروہ میں حشر کی دعا کی۔

اب نہیں معلوم ''المہند'' کے فتوی سے امام الوہابیہ ملحد و زندیق تھا یا ''تذکیر الاخوان'' کے حکم سے انبہٹی، تھانوی، گنگوہی، نانوتوی جو اپنے آپ کو مقلد بتاتے ہیں یہ لوگ مشرک ہیں۔ دیکھیں اب وہابیہ دونوں میں سے کس کا فتویٰ مانتے ہیں۔ انبہٹی جی اگر بہادر ہوتے تو اپنا تقویت الایمانی دھرم ہرگز نہ چھپاتے اور صاف صاف ان تینوں سوالوں کا جواب یوں لکھتے کہ

''بے شک ہمارے اور ہمارے دیوبندی پیشواؤں کے دھرم میں ضرور اماموں کی تقلید شرک ہے۔ ہمارے دھرم کی کتاب ''تقویت الایمان'' ہم کو یہی بتا رہی ہے۔ رہا یہ کہ جب ہمارے نزدیک تقلید شرک ہے تو ہم اور اکابر طائفہ کیوں اپنے آپکو مقلد کہتے ہیں تو اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا تقیہ ہے اگر ہم کھلے غیر مقلد بن جائیں تو حنفیوں میں ہماری دال نہ گلے اور کسی کو ہم اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکیں۔ اس لئے حنفیوں کو دھوکے دینے کے لیے ہم لوگ اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتے ہیں۔
ورنہ اصل بات یہ ہے کہ ہم غیر مقلدوں کو بھی برا نہیں جانتے ہیں بلکہ وہ بھی ہمارے جگری بھائی ہیں۔ دیکھو ہمارے دھرم گرو گنگوہی جی کا فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دوم صفحہ (۱۸) عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ دیکھو ہمارے اور غیر مقلدوں کے عقائد بالکل ایک ہی ہیں۔"

مگر انبہٹی جی کو معلوم تھا کہ اگر تقویت الایمانی دھرم کے مطابق صاف جواب لکھ دیں تو گمراہی و بدمذہبی کے فتوے حرمین شریفین سے ملیں گے اور مقصود تو یہ تھا کہ کسی طرح دھوکے اور فریب سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے کچھ فتوے اپنی موافقت میں حاصل کیے جائیں۔ مجبوراً یوں جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۱۱)

اسی "تقویت الایمان" مطبع مجیدی کانپور کے حصہ دوم "تذکیر الاخوان" صفحہ (۶۴) پر وہابیوں، دیوبندیوں کا امام اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے۔

"تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے، کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہاوے، اور کوئی سر پر بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا دے کر فقیری جتاوے۔ پھر اُن میں کوئی قادری، کوئی سہروردی، کوئی نقشبندی، کوئی چشتی بنے، حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی

فرقے مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ مت ڈالو۔ اس واسطے کہ قیامت کو بعضے لوگ سُرخ رؤ اور بعضے سیاہ رؤ ہونگے تو اُن رؤ سیاہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئی نئی باتیں رسمیں نکالیں اور بدعات کفریہ جاری کیں تو اُن سے اللہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چھوٹ گیا۔ پھر اُن نئی رسموں کے جاری ہونے سے اُنکی محبت دل میں پڑ گئی اور چھوٹنا اُن کا مشکل پڑ گیا تو قرآن میں جو اُسکے خلاف ہے اُس حکم سے دل میں انکار آگیا، اُس انکار کا مزہ چکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی باتیں بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور روزِ قیامت کو روسیاہ اُٹھے گا۔ پھر اُس پر عذاب ہوگا اور اس سے کہا جاوے گا کہ مزہ چکھو ان بدعتوں کا۔"

پیارے بھائیو! ذرا اس ناپاک عبارت کو دیکھو۔ اس بے ایمان، خبیث نے تمام قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں، نقشبندیوں کو کیسی کیسی گندی گالیاں جی بھر کر دی ہیں۔ (۱) قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں، نقشبندیوں کو معتزلہ، خوارج، روافض، نواصب، جبریہ، قدریہ، مُرجیہ جیسے بدمذہبوں گمراہوں کے مثل ٹھہرایا۔ (۲) انھیں یہود و نصاریٰ کے کافر فرقوں کی طرح بتایا۔ (۳) انھیں قرآن و حدیث کے خلاف کہا۔ (۴) انھیں بدعتی کہا اور خالی بدعتی نہیں (۵) بلکہ معاذ اللہ بدعات کفریہ جاری کرنے والا (۶) پھر کہا قیامت کے دن اُنکے منہ کالے ہونگے۔ (۷) وہ جہنم میں جائیں گے (۸) اُن پر عذاب ہوگا (۹) اُن سے کہا جائے گا کہ اپنی بدعتوں کا مزا چکھو۔ (۱۰) حتی کہ منہ بھر کر اُنھیں اللہ کے نزدیک قرآن کا منکر یعنی کافر کہہ دیا۔

یہ دس گالیاں ہیں جو امام الوہابیہ نے اس ایک ہی عبارت میں چاروں سلسلوں کے اولیائے کرام و مشائخ عظام کو دی ہیں۔ خیر اسکی اُس ذُریتِ شیطان سے کیا شکایت جو خود اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں سنا رہا ہے۔ مگر اب ملاحظہ

فرمایئے کہ انبہٹی جی ''المہند'' میں گیارھویں سوال کا جواب دیتے ہیں۔

''ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو''

چند سطر بعد لکھا۔

''بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا کافی ہے۔''

پھر چند سطر بعد لکھا۔

''بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ اُن حضرات کی بیعت میں داخل اور اُن کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔''

دیکھئے! (۱) انبہٹی جی نے ''تذکیر الاخوان'' کی اصل عبارت نہیں پیش کی۔ (۲) جواب وہ لکھا جو بالکل ''تذکیر الاخوان'' کے خلاف ہے۔ (۳) بلکہ جو بات ''تذکیر الاخوان'' میں کفر تھی وہی ''المہند'' میں مستحب ہوگئی۔ اگر ''تذکیر الاخوان'' سچی ہے تو انبہٹی جی اور انکے دیوبندی مشائخ ضرور جہنمی اور کافر ہونگے اور قیامت کے روز اُن سب کے منہ کالے ہونگے اور اگر جھوٹی ہے تو امام الوہابیہ کا منہ انشاء اللہ تعالیٰ کالا ہوگا اور اُس کو امام مان کر تمام وہابیوں، دیوبندیوں کے منہ کالے ہونگے۔

اس سوال کا جواب بھی تفویت الایمانی دھرم کے مطابق یوں تھا کہ

''ہمارے نزدیک اور ہمارے دیوبندی پیشواؤں کے نزدیک قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ کسی سلسلہ میں بیعت کرنے والا قرآن کا منکر، بدعتی، دوزخی ہے۔ قیامت کے دن اُس کا منہ کالا ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ جب ہم لوگ بیعت کو کفر جانتے ہیں تو ہم خود کیوں چشتی، صابری، نقشبندی بنتے ہیں۔ اس کا جواب وہی ہے کہ اس طرح بیچارے عوام مسلمین ہمارے فریب میں آسانی سے آجاتے ہیں اور تقیہ ہمارے دھرم کا اصل اصیل ہے۔''

مگر انبہٹی بیچارے کو معلوم تھا کہ یہاں بغیر تقیہ کے کام نہیں چل سکتا۔ مجبوراً عیاری،

کذابی سے کام لیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

(۱۲)

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے ''تفویت الایمان'' مطبع مجیدی کانپور صفحہ (۳۵) پر لکھا

''مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع اور نقصان کی امید رکھنی اُس سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے۔''

صفحہ (۳۶) پر لکھا

''اُن سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ اُن سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہئے۔ کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اُس سے یہ معاملہ کیجئے۔''

ان عبارتوں میں کیسا صاف صاف بکا کہ جو کسی نبی، ولی سے دین یا دنیا میں کچھ بھی فائدہ کی امید رکھے وہ مشرک ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کا تو ایمان ہے کہ ہم پر اولیائے کرام وعلمائے عظام وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیشمار احسانات ہیں اور اُن سے ہمیں دین کے بے حد فائدے پہنچے ہیں اور سب سے بڑھ کر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو ہمیں اس قدر دین و دنیا کی نعمتیں ملی ہیں۔ جن کا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ بلکہ دین و دنیا کی جس قدر نعمتیں ہم کو اور تمام اولین و آخرین کو ملیں اور ملتی ہیں اور ابدالآباد تک ملیں گی۔ وہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صدقہ میں ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی۔ مگر امام الوہابیہ کے ناپاک دھرم میں ایسا سمجھنے والے سب مشرک ہیں۔ اب انبہٹی جی کی لیجئے۔ ''المہند'' کے گیارھویں سوال کے جواب کے اخیر میں لکھتے ہیں۔

''مشائخ سے استفادہ اور انکے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا، سو بیشک صحیح ہے''

دیکھئے اس جواب میں کس قدر بے ایمانی کی ہے۔ اصل عبارت ''تفویت الایمان'' کی نہیں لکھی۔ جس بات کو ''تفویت الایمان'' میں شرک لکھا۔ اُسی بات کو انبہٹی نے علمائے حرمین کے ڈر سے صحیح بتایا۔ اب نہیں معلوم اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے وہابیہ،

دیوبندیہ انبہٹی جی اور ''المہند'' پر دستخط کرتے والوں کو مشرک کہیں گے یا انبہٹی جی کے حکم سے اسمٰعیل دہلوی کو مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے کے سبب کافر کہیں گے۔ مگر ہے یہ کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

(۱۴)

دیوبندی دھرم کے ایک بڑے گرو مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے ''فتاویٰ گنگوہیہ'' حصہ اول صفحہ (۷) پر لکھتے ہیں۔

> ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُنکے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔ البتہ اُن کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اُن کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے اُن میں فساد آگیا ہے۔ اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔''

دیکھئے نجدی ملعون کے عقائد کو عمدہ بتایا۔ نجدی بے ایمان اور اس کے مقتدیوں کو اچھا کہا۔ بلکہ صاف لکھ دیا کہ ''عقائد سب کے متحد ہیں'' یعنی گنگوہی اور اس کے چیلوں کے بالکل وہی عقائد ہیں جو نجدی، خبیث اور اُسکے چیلوں کے ہیں۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوا کہ گنگوہی اور اس کے چیلے سارے کے سارے دیوبندیہ، وہابیہ سب نجدی ہیں۔ اب دیکھئے انبٹھی جی ''المہند'' میں بارھویں سوال کا جواب لکھتے ہیں۔

> ''ہمارے نزدیک اُن کا (یعنی نجدی اور اُس کے چیلوں کا) وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی۔ جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے''

آگے چل کر ردالمحتار علامہ شامی سے نقل کیا کہ

> ''جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے۔ مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو انکے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔''

پھر لکھا

"عبدالوہاب اور اُسکا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلۂ مشائخ میں نہیں ہے۔"

اس جواب میں انبہٹی جی کی مکاریاں عیاریاں ملاحظہ ہوں۔ (۱) فتاویٰ گنگوہیہ کی اصل عبارت نہیں پیش کی۔ (۲) نجدیوں کو خارجی بتایا۔ صاف انکار کیا کہ ہمارے سلسلہ میں کوئی شخص نجدی کا ہم عقیدہ نہیں ہے۔ بھلا اس بے ایمانی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ کیا کوئی شخص کسی دھرم کو بھی بتا سکتا ہے، جس میں جھوٹ کا اس قدر استعمال کیا جاتا ہو؟ آلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۱۴)

اسمٰعیل دہلوی نے "ایضاح الحق" مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ صفحہ (۳۵) و (۳۶) پر لکھا۔

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیلِ بدعاتِ حقیقیہ است۔ اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔ انتہیٰ ملخصاً"

یعنی اللہ عزوجل کو زمان و مکان و جہت سے پاک ماننا اور اُس کا دیدار بغیر کیف اور مُحاذات کے ماننا سب بدعت و گمراہی ہے، اگر ان اعتقادوں والا ان باتوں کو دینی عقیدوں میں سے جانے۔

دیکھئے اس ناپاک عبارت میں اسمٰعیل دہلوی نے تمام ائمۂ کرام اور پیشوایانِ مذہبِ اسلام کو معاذ اللہ بدعتی و گمراہ بتایا۔ اب انبہٹی جی کی بے ایمانی ملاحظہ ہو۔ "المہند" میں تیرھویں اور چودھویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علاماتِ حدوث سے منزہ و عالی ہے۔"

ملاحظہ ہو"ایضاح الحق" کی اصل عبارت نہیں پیش کی اور اپنا عقیدہ وہ بتایا جو وہابی دھرم کے خلاف ہے۔ کیونکہ "ایضاح الحق" کی عبارت سے ثابت ہوا کہ وہابی دھرم میں خدا زمان و مکان و جہت میں گھرا ہوا ہے۔ اب اس بے ایمانی کا کچھ ٹھکانا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۱۵)

اوپر آپ سن چکے کہ اسمٰعیل دہلوی نے "تقویت الایمان" صفحہ (۱۳) پر ہر مخلوق کو بڑا ہو یا چھوٹا جس میں انبیاء و مرسلین سب شامل ہیں خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کے نزدیک چمار کی جس قدر عزت ہے معاذ اللہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی عزت اس سے بھی کم ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ جس سے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ وہابیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں چمار کا مرتبہ انبیا و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے بڑھ کر ہے۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ. اب انبہٹی جی کی بے ایمانی ملاحظہ ہو۔ پندرھویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

> "ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا۔"

دیکھیے! کس طرح اپنے ناپاک عقیدے کو چھپایا۔ "تقویت الایمان" کی عبارت نہیں پیش کی اور اپنا عقیدہ اُس کے خلاف ظاہر کیا۔ انبہٹی جی بیچارے تقیہ کے لیے مجبور تھے اگر صاف صاف وہابی دھرم ظاہر کر دیتے تو خدا چاہتا مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں ایسی خدمت کی جاتی کہ انبہٹی بیچارے عمر بھر یاد رکھتے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۱۶)

اسمٰعیل دہلوی "تفویت الایمان" مطبع مجیدی کانپور صفحہ (۲۷) پر لکھتا ہے۔

"اس کے دربار میں اُن کا (یعنی انبیاء وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کا) تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب و دہشت کے مارے دوسری بار اُس بات کی تحقیق اُس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اُس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔"

اور یہی اسمٰعیل دہلوی اپنے جاہل پیر سید احمد بریلوی کے متعلق "صراط مستقیم" مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ صفحہ (۱۷۵) پر لکھتا ہے۔

"تا اینکہ روزے حضرت جل وعلا دستِ راست ایشاں را بدستِ قدرت خاص گرفتہ چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیز ہائے دیگر خواہم داد۔"

(یعنی یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے پیر جی کا داہنا ہاتھ اپنے خاص دستِ قدرت میں لے کر عالمِ قدس کی چند چیزیں جو بہت اعلیٰ درجہ کی اور نفیس تھیں، پیر جی کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ تجھ کو ایسی چیزیں میں نے دی ہیں۔ اور دوسری چیزیں بھی دونگا۔)

اللہ اکبر! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اللہ کے دربار میں یہ حالت کہ مارے دہشت کے بے حواس ہو جائیں اور پیر جی سے ایسا یارانہ کہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر باتیں ہوں۔ ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے دھرم میں اللہ کے یہاں اسمٰعیل دہلوی کے پیر جی کا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مرتبہ ہے۔ انبیٹھی جی نے یہ دونوں عبارتیں بھی نہیں پیش کیں۔ جس سے اُن کا بھرم کھلتا اور دیوبندی دھرم کا پتہ چلتا۔ مجبوراً ڈر کے مارے تقیہ اور جھوٹ سے کام لیا۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔

(۱۷)

دور کیوں جایئے خود انھیں انبہٹی جی کی لیجئے۔ "براہینِ قاطعہ" صفحہ (۲۶) پر لکھتے ہیں

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ! اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

دیکھئے انبہٹی جی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان نہیں آتی تھی۔ جب دیوبندی مولویوں سے معاملہ ہوا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اردو آگئی۔ اس خواب کو لکھ کر فرماتے ہیں۔ اس سے اس مدرسہ کا مرتبہ معلوم ہوا۔ یعنی بھلا بتاؤ تو وہ کون سا مدرسہ ہے جس کے مولویوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کیا ہو۔ دیکھو دیوبندی مولویوں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اردو زبان کا علم حاصل ہوا۔ تو معاذ اللہ اردو زبان میں دیوبندی مُلّے اُستاذ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام شاگرد ٹھہرے۔ پھر کس منھ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام مخلوق میں سب سے افضل کہا جاتا ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیوں کے تقیہ نے رافضیوں کے تقیہ کو بھی مات کر دیا۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ ۔

(۱۸)

دیوبندی دھرم کے ایک بڑے گرو مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی "تحذیر الناس" صفحہ (۳) پر لکھا۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم [۱] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ

(۱) ہم مسلمان لکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فضیلت نہیں۔"

دیکھو! اس عبارت میں کیسی کھلی تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء یعنی سب سے پچھلا نبی ہونا اہلِ فہم یعنی سمجھدار لوگوں کے نزدیک صحیح نہیں۔ یہی نانوتوی جی اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

یہی نانوتوی جی اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ (۲۸) پر لکھتے ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جب بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

ملاحظہ ہو! نانوتوی جی نے ان تینوں عبارتوں میں سے ہر ایک میں کس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال بتایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلکہ حضور پُر نور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نئے نبی ہونے کو جائز بتایا۔ یہی وہ ناپاک ملعون عبارتیں ہیں۔ جنہیں مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیانِ عظام کے سامنے پیش کیا گیا اور انھیں خبیث عبارتوں کے سبب اُن حضرات کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ نانوتوی کافر، مرتد ہے۔ اور جو شخص اُس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُس کو کافر نہ کہے بلکہ جو اس کے کافر، مرتد ہونے میں شک کرے وہ خود بھی کافر مرتد ہے۔ ان عبارتوں پر مفصل بحث رسالۂ مبارکہ "لطمۂ شیر بر نجدی زادۂ راندیر ۱۳۴۵ھ" میں ہو چکی ہے۔ ساری "المہند" دیکھ جایئے کہیں ان عبارتوں کا پتہ نہیں پایئے گا۔ انبہٹی جی نے یہ تینوں عبارتیں اپنی جیب نہانی میں غائب کرلیں۔ نانوتوی جی کے یہ کفر تینوں انبہٹی جی نگل گئے۔ ساری "المہند" میں کہیں ان تینوں میں کسی کا ذکر اپنی زبان پر نہیں لاتے اور علمائے حرمین شریفین کے سامنے ان تینوں عبارتوں میں سے ایک بھی پیش کرنے کی ہمت نہیں کر سکے۔ "المہند" کے سولھویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

''جو کچھ مولانا (نانوتوی) نے اپنے رسالہ ''تحذیر الناس'' میں بیان فرمایا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے۔ جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ ہے کہ آپکی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانے سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے۔ جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم ومنتہی ہوئی۔ اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات۔ کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اُس پر جو بالذات ہو۔ اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بالعرض اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ ہی کی نبوت کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فردِ اکمل و یگانہ اور دائرۂ نبوت و رسالت کے مرکز اور عقدِ نبوت کے واسطہ ہیں۔ پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی۔ اور آپکی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے۔ بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ کا شرف وفضل اُسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے ہو۔ ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبۂ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپکو جامعیت وفضلِ کلّی کا شرف حاصل ہوگا۔''

مسلمانو! آپ ملاحظہ فرماؤ نانوتوی جی صراحۃً ''تحذیر الناس'' میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال اور سمجھدار لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرائیں۔ اور انبھٹی جی اُس کا حاصل یہ نکالیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام

ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ نانوتوی کھلّم کھلا ختمِ زمانی کو باطل بتائے۔اور انبہٹی جی اُس پر افتراءگڑھیں کہ اُس نے تو ختمِ زمانی و ختمِ ذاتی دونوں کو حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت کیا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْمُفْتَرِيْنَ.

اسی جواب میں لکھا۔

''ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں''

اور اسی جواب میں لکھا ہے۔

''حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔''

ملاحظہ ہو انبہٹی جی نے نانوتوی کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے کس قدر فریب کیے ہیں۔

(۱) اپنا عقیدہ ''تحذیر الناس'' کے خلاف بتایا۔(۲) ''تحذیر الناس'' کی اصل کفری عبارتیں پیش نہیں کیں۔(۳) ایک نئی عبارت لکھی کہ یہ ''تحذیر الناس'' کی عبارت کا خلاصہ ہے۔ حالانکہ وہ عبارت ''تحذیر الناس'' میں بالکل نہیں۔ (۴) بلکہ خود ''تحذیر الناس'' کی عبارت انبہٹی جی کی پیش کی ہوئی عبارت سے بالکل خلاف ہے۔ نانوتوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے خاتم النبیین ہونا جاہلوں کا خیال ہے۔انبہٹی جی کہتے ہیں کہ اُس نے ذات و زمانہ دونوں اعتبار سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت کیا ہے۔ (۵) بلکہ جو اصل کفر ''تحذیر الناس'' میں تھا۔اُس سے صاف انکار کر دیا کہ ہم میں سے کسی نے ایسا نہیں لکھا۔(٦) بلکہ حد بھر کی مکاری یہ کہ خود ''تحذیر الناس'' ہی کے مضمون پر صاف صاف کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا۔کہ ''جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔'' وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ. وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ.

(۱۹)

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے ''تقویت الایمان'' مطبع مجیدی کانپور صفحہ (۵۵) پر لکھا۔

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اُس کو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو اُن کی فرماں برداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔''

پیارے مسلمان بھائیو! ملاحظہ فرماؤ اس عبارت میں کس طرح صاف صاف امام الوہابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی بتایا اور صاف صاف کہا کہ اُن کی اتنی ہی تعظیم کرنی چاہئے جتنی چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔ مسلمانو! یہ ہے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کا ناپاک دھرم۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظَّالِمِیْنَ.

انبیٹھی جی ''المہند'' میں سترھویں سوال کا جواب لکھتے ہیں۔

''ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔ اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدۂ واہیہ کا خلاف مصرّح ہے۔''

دیکھئے امام الوہابیہ کے اس کفر کو اسلام بنانے کے لئے کتنے فریب کیے۔ (۱) ''تقویت الایمان'' کی اصل عبارت پیش نہیں کی۔ (۲) اُس تقویت الایمانی

عقیدہ سے صاف انکار کردیا۔ (۳) اُس تفویت الایمانی عقیدہ کو خرافات لکھا۔ (۴) بلکہ ایسی خرافات بتایا جو کسی ضعیف الایمان یعنی کمزور ایمان والے کی زبان سے بھی نہیں نکل سکے۔ (۵) بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ دیو بندیوں کے تمام اگلے پیشواؤں نے اس عقیدہ کا رَدّ لکھا ہے۔ (۶) اُس تفویت الایمانی عقیدہ کو عقیدۂ واہیہ یعنی خراب عقیدہ بتایا۔ (۷) بلکہ اُس تفویت الایمانی عقیدہ پر کفر کا فتویٰ دیا کہ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ دائرۂ ایمان سے خارج یعنی کافر ہے۔ بھلا اس کذابی کی کچھ حد ہے۔ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(۲۰)

خود انھیں انبہٹی جی اور انکے گُرو گنگوہی جی دونوں نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ ۵۱ پر لکھا۔

> ''شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

یعنی شیطان کے لیے تمام روئے زمین کا علم نص یعنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تمام روئے زمین کا علم ثابت ہونے میں کوئی آیت یا حدیث نہیں بلکہ جو شخص حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے تمام روئے زمین کا علم مانے وہ مشرک ہے۔

ملاحظہ ہو! یہ وہی ناپاک ملعون عبارت ہے۔ جس پر علمائے حرمین طیبین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ پوری عبارت مفصل بحث کے ساتھ رسالۂ مبارکہ ''لطمۂ شیرِ بر نجدی زادۂ راندر ۱۳۴۵ھ'' میں گذر چکی ہے۔ یہی عبارت علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ ساری ''المہند'' پر نظر کر جایئے، کہیں اس ملعون عبارت کا پتہ نہیں۔ ''المہند'' میں انبہٹی جی اُنیسواں جواب لکھتے ہیں۔

''نبی کریم علیہ السلام کا علم حِکَم و اسرار کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات
سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی
کریم علیہ السلام سے اعلم (یعنی زیادہ جاننے والا) ہے وہ کافر ہے۔
اور ہمارے حضرات اُس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر
بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی
حادثۂ حقیرہ کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اُس کی
جانب توجہ نہیں فرمائی۔ آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا
نہیں کرسکتا۔ جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ اُن شریف علوم میں جو آپکے
منصبِ اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں۔
جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدتِ التفات کے سبب
اطلاع مل جانے سے اُس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم
ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
سے زیادہ ہے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہوگئی ہے۔ یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اُس تبحر و محقق
مولوی سے زیادہ ہے، جس کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں، مگر یہ جزئی
معلوم نہیں۔ اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع
ہے جو آپکو نہیں۔ اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز
ہیں۔ نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے
طبیب ہیں۔ جن کو دواؤں کی کیفیت اور حالات کا بہت زیادہ علم

ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور اور مزے اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالات سے ناواقف ہونا اُن کے علم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اُن کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف ودنی اور اعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب کے ہی علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہونگے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی وجزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمایئے ہر مسلمان کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے۔ پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا۔ اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو ''براہینِ قاطعہ'' میں بیان کیا ہے۔''

یہ پاگلوں کی بکواس وہی ہے جو راندیری جی نے ''نخچیر ضلالت'' میں لکھی اور بحمدہٖ تعالیٰ ہم رسالۂ مبارکہ ''لطمۂ شیر برنجدی زادۂ راندیر ۱۳۴۵ھ'' میں اس کا مفصل رد کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے ساری ''براہین قاطعہ'' دیکھئے۔ اس عبارت کے الفاظ تو الفاظ اُس کا مطلب بھی کہیں ''براہینِ قاطعہ'' میں نہیں پایا جاتا۔ اور حد بھر کی بے ایمانی یہ کہ صاف لکھ دیا کہ

''یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو''براہینِ قاطعہ''میں بیان کیا ہے۔''

اب ملاحظہ ہو، انبیٹی جی نے اپنے اور اپنے دھرم گرو گنگوہی کے اس کفرِ ملعون پر پردہ ڈالنے کے لیے کتنے فریب کیے۔(۱)''براہینِ قاطعہ'' کی اصل کفری عبارت سے صاف صاف انکار کر دیا کہ یہ مضمون ہماری کسی کتاب میں نہیں۔(۲) ایک نئی عبارت گڑھی جس کے الفاظ یا معانی کسی کا وجود براہین قاطعہ میں نہیں۔(۳) اور اُسے براہینِ قاطعہ کی عبارت کا خلاصہ بتایا۔(۴) اپنا عقیدہ ''براہینِ قاطعہ'' کے خلاف لکھا۔(۵) بلکہ جو شخص براہینِ قاطعہ کی عبارت کے موافق عقیدہ رکھے۔ اس پر صاف صاف کفر کا فتویٰ دے دیا۔(۶) بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ تمام دیوبندی مولویوں نے ایسا عقیدہ رکھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الدَّجَّالِيْنَ۔

(۲۰)

تھانوی اشرف علی نے ''حفظ الایمان'' صفحہ (۸) پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علمِ غیب کے مثل بتایا۔ جس پر حرمین طیبین سے کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ پایا۔ اصل عبارت اگرچہ'' لطمۂ شیر'' میں گذر چکی ہے۔ مگر ہم اُسے پھر یہاں ذکر کیے دیتے ہیں۔ تھانوی نے لکھا۔

''آپ کی ذات مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

اس مقام پر انبیٹی جی کی بے ایمانی دیکھنے سے پہلے حکم اور اطلاق کا فرق سمجھ لینا ضرور ہے۔ ایک چیز کے لیے کسی بات کا ثابت ہونا اس کو حکم کہتے ہیں اور ایک چیز کے لیے کسی لفظ کا بولنا اسے اطلاق کہتے ہیں۔ حکم اور اطلاق کبھی دونوں جمع ہوتے ہیں اور کبھی حکم صحیح ہوتا ہے، مگر اطلاق درست نہیں ہوتا۔ مثلاً ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضور پرنور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عزت اور جلالت یعنی بزرگی ضرور ثابت ہے۔
جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عزت اور جلالت کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ مگر یوں بولنا مُحمّدٌ عَزَّ وَ جَلَّ یہ جائز نہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عزت وجلالت کا حکم تو صحیح ہے مگر عز وجل کا اطلاق درست نہیں۔ یا ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جس قدر انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام پر ہے، اُتنی کسی دوسری مخلوق پر نہیں، اس کا منکر بھی کافر ہے۔ مگر یوں کہنا کہ سیدنا آدم صفی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا سیدنا موسیٰ کلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ ہرگز درست نہیں تو حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر رحمت کا حکم صحیح ہے مگر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اطلاق درست نہیں۔ یا مثلاً زَارِعْ کے معنی ہیں کھیتی اُگانے والا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ بیشک حقیقت میں کھیتی کا اُگانے والا وہی ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ جل جلالہٗ ہے اور اسی لیے قرآن عظیم میں نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ. فرمایا گیا۔ یعنی ہمیں کھیتی کے اُگانے والے ہیں۔ مگر ہم اللہ عز وجل کو زارع نہیں کہہ سکتے تو ذاتِ الٰہی پر زارع کا حکم صحیح ہے۔ مگر اطلاق درست نہیں۔ اسی طرح شریعت میں صدہا نظیریں مل سکتی ہیں۔ جن میں حکم صحیح ہے۔ مگر شریعتِ طاہرہ نے مصلحۃً اطلاق کو منع فرما دیا ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کو سمجھئے کہ بے شک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر علم غیب کا حکم ضرور ضرور یقیناً قطعاً صحیح اور حق ہے۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کے رب عز وجل نے وہ علم غیب عطا فرما دیا کہ سارا ما کان و ما یکون سب اُس کے سامنے ایسا ہے جیسا سمندروں کے سامنے ایک قطرہ یا دفتروں کے آگے ایک نقطہ۔ مگر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا بہتر نہیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ میں یہ لفظ اللہ عز وجل کی ذاتِ پاک کے لیے وارد ہوا ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اسی معنی کا دوسرا لفظ کہنا بالکل جائز ہے۔ جیسے ''عَالِمُ الْاَسْرَارِ وَ الْخَفَایَا'' یعنی بھیدوں اور چھپی باتوں کے جاننے والے۔ یا

''مُطَّلِعٌ عَلَى الْغُيُوْبِ.'' یعنی غیبوں پر اطلاع رکھنے والے۔ یا ''عَالِمُ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ'' یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کے جاننے والے۔ تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر علمِ غیب کا حکم صحیح اور حق ہے مگر عالم الغیب کا اطلاق بہتر نہیں۔

اب ملاحظہ ہو تھانوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب ثابت ہونے سے مطلقاً منکر ہے۔ کہتا ہے کہ کل غیبوں کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہونا تو عقلی و نقلی دلیلوں سے باطل ہے۔ اور بعض علمِ غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مانتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس میں حضور کا کیا کمال ہے ایسا علمِ غیب تو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ہوتا ہے۔ نبی کے علمِ غیب اور غیر نبی یعنی بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علمِ غیب میں کیا فرق ہے۔ یہی وہ عبارتِ ملعونہ ہے جس پر حرمین طیبین سے تھانوی کو کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ ملا۔ اب انبہٹی جی کی دغابازی ملاحظہ ہو۔ ساری ''المہند'' پڑھ جایئے۔ کہیں یہ کفری عبارت اُس میں نہیں پایئے گا۔ ''المہند'' میں بیسویں سوال کا جواب لکھا۔

> ''میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا اُنھیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔''

پھر اپنی اندرونی جیب سے بالکل ایک نئی عبارت نکال کر دکھائی جو دنیا بھر کی کسی نئی پرانی ''حفظ الایمان'' میں نہیں کہ

> ''حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا اطلاق اگر بقولِ سائل صحیح ہو تو ہم اُسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض غیب۔ کوئی غیب کیوں نہ ہو۔ پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی۔ کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو۔ زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور

دیوانے بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں۔ تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالاتِ نبوت میں سے نہ رہا۔ کیونکہ سب شریک ہو گئے۔ اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہِ فرق پوچھی جائیگی۔ اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔''

''تحذیر الناس'' و ''براہینِ قاطعہ'' کی عبارتوں میں تو انبہٹی جی نے اتنی ہی بے ایمانی کی تھی کہ نئی عبارتیں لکھ کر کہہ دیا کہ یہ ''تحذیر الناس'' اور ''براہین قاطعہ'' کی عبارتوں کے خلاصے ہیں۔ جس سے ایک سمجھدار سمجھ سکتا تھا کہ یہ اصل کفری عبارتیں نہیں ہیں۔ مگر یہاں تو انبہٹی جی کی مکاری وعیاری کے جوبن اُبھار پر ہیں۔ اوپر کی گڑھی ہوئی عبارت لکھ کر صاف صاف بک دیا۔

''مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ۔ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے۔''

یعنی یہ عبارت بعینہا اسی طرح ''حفظ الایمان'' میں ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

بے شرموں کے پیشوا، بے حیاؤں کے امام کو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوف تو کیوں ہوتا۔ مگر بندوں سے بھی شرم نہ آئی کہ عرب کے علماء بے چارے اردو نہیں جانتے۔ اُنکے حضور تو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر جو کچھ عبارتیں پیش کر دیں وہ سمجھے کہ انکی کتابوں میں یہی عبارتیں ہونگی۔ مگر یہ نہ سوچا کہ اگر ہندوستان میں کسی مسلمان نے پوچھ لیا کہ ''حفظ الایمان'' میں یہ عبارت کہاں ہے تو یہ کس گھر سے دکھائے گا اور پوچھنے والا اس کی بے حیائی پر کتنے ہزار بار تھوکے گا۔ یہ بھی ملاحظہ ہو کہ تھانوی تو ''حفظ الایمان'' میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر علمِ غیب کے

حکم ہی کو غلط و باطل بتا رہا ہے اور انبھٹی جی کہتے ہیں کہ "حفظ الایمان" میں لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو منع کیا ہے۔ "حفظ الایمان" میں تو یوں ہے کہ

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے"

یعنی بعض علم غیب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ تخصیص نہیں اور انبھٹی جی "حفظ الایمان" کی عبارت یوں بتاتے ہیں کہ

"اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی۔"

جس کا مطلب یہ ہوا کہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسا علمِ غیب مانا جائے جو حضور کے ساتھ خاص ہو اور بعض علمِ غیب ماننے میں حضور کی تخصیص نہیں رہتی۔ "حفظ الایمان" کی عبارت تو یہ ہے کہ

"ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

یعنی جیسا علمِ غیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ ہر پاگل ہر جانور، ہر چارپایہ کو بھی ہے اور "المھند" میں "حفظ الایمان" کی عبارت یوں لکھی ہے۔

"کیونکہ بعض غیب کا علم اگر چہ تھوڑا سا ہو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔"

دیکھئے وہ "ایسا" کا لفظ جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی تھی۔ اُسے انبھٹی جی کیسا صاف نگل گئے۔ "حفظ الایمان" کی عبارت تو یوں ہے۔

"پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔"

جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ثابت بھی ہو تو اس میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال کیا ہے؟ بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ایسا علمِ غیب ہوتا ہے۔ اور انبیٹھی جی "المہند" میں "حفظ الایمان" کی عبارت یوں نقل کرتے ہیں۔

"اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ مذکورۂ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالاتِ نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے۔"

تھانوی تو علمِ غیب کے ثبوت ہی کو کمالاتِ نبوت میں نہیں مانتا اور انبیٹھی جی اُسکے سر یہ تھوپتے ہیں کہ وہ لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو نبوت کا کمال نہیں مانتا۔ "حفظ الایمان" کی عبارت تو یہ ہے۔

"اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی، غیر نبی میں وجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے"

یعنی اگر زید یوں کہے کہ میں بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے لئے علمِ غیب نہیں مانتا۔ میں تو صرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب مانتا ہوں۔ تو تھانوی کہتا ہے کہ نبی میں اور بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں میں کیا فرق ہے۔ جیسا علم نبی کو ہے، ایسا علم تو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو علمِ غیب مانا جائے اور بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپاؤں کے لیے علمِ غیب نہ مانا جائے۔ اور انبیٹھی جی تھانوی کا قول یوں نقل کرتے ہیں۔

"اور اسکو نہ مانے تو وجہِ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔"

اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر زید بعض غیب کے جاننے کے سبب سے لفظ عالم

الغیب کے اطلاق کو انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام پر جائز رکھے اور بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں پر لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو جائز نہ مانے تو پوچھا جائے گا کہ فرق کی وجہ کیا ہے؟ بھلا اس خباثت کا کچھ ٹھکانا ہے۔ تھانوی شروع سے آخر تک علمِ غیب پر بحث کرتا ہے۔ انبیٹھی جی اس کی عبارت کو پیش نہیں کرتے اپنی طرف سے ایک نئی عبارت گڑھتے ہیں اور اس میں ساری بحث لفظ عالم الغیب کے اطلاق پر رکھتے ہیں اور چوری کے ساتھ سینہ زوری یہ کہ اُسے تھانوی کی عبارت بھی بتاتے ہیں۔ میں بھی یہاں پر مجبوراً ''المہند'' کی زبان میں کہتا ہوں کہ

> ''یہ بھی دجالوں کی دجالی اور کذابوں کی کذابی ہے کہ تھانوی کی عبارت بدلی اور ''حفظ الایمان'' کی عبارت کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا اُنھیں ہلاک کرے۔ کہاں جاتے ہیں؟ مسلمانو! خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا ''المہند'' ملاحظہ تو فرماؤ۔ انبیٹھی جی کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی حفظ الایمان میں نہ پاؤ گے۔ تھانوی نے تو صراحۃً حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم کی طرح لکھتا ہے اور انبیٹھی جی لفظ عالم الغیب کے اطلاق پر بحث کرتے ہیں اور اُس عبارت کا تھانوی پر بہتان باندھتے ہیں۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔''

انبیٹھی جی نے اسی جواب کے آخر میں لکھا۔

> ''ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین (یعنی جانوروں، پاگلوں) کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ اور حاشا کہ مولانا (تھانوی) دام مجدہٗ ایسی واہیات منھ سے نکالیں۔''

اب ملاحظہ ہو انبیٹھی جی نے تھانوی کے اس ملعون کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے کیا کیا فریب کیے۔ (۱) صاف انکار کیا کہ یہ مضمون ''حفظ الایمان'' میں نہیں۔ (۲) حفظ الایمان میں اس مضمون کے ہونے کو جھوٹ کہا۔ (۳) اور افترا بتایا۔ (۴) ایک بالکل

نئی عبارت جو دنیا بھر کی کسی ''حفظ الایمان'' میں نہیں، گڑھ کر لکھی اور اسے تھانوی کا کلام بتایا۔(۵)''حفظ الایمان'' کی اصل کفری عبارت پیش نہیں کی۔(۶) پھر جو نئی عبارت گڑھی اُس میں علمِ غیب کے حکم کو لفظ عالم الغیب کا اطلاق بتایا۔(۷) اور تخصیص کے انکار کو اقرار اور تخصیص کی طلب بتایا۔(۸) ''ایسا'' کے لفظ کو جو تشبیہ کے لیے تھا بالکل ہضم کر لیا تھا۔(۹) تھانوی نے جو لکھا کہ علمِ غیب نبوت کے کمالات میں سے نہیں، اُسے یوں بتایا کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق کمالاتِ نبوت میں سے نہیں۔(۱۰) جو مضمون ''حفظ الایمان'' میں ہے۔اُسے واہیات بتایا۔(۱۱) حتیٰ کہ جو شخص ''حفظ الایمان'' کے موافق سمجھے یا کہے اُس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ.

(۲۲)

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے ''تقویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ (۷۵) پر لکھا۔

> ''فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے۔نہ اللہ، نہ خالق، نہ رازق۔اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی۔ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل''

ہاں! ہاں! کیا ہے دم؟ تھانوی، انبہٹی یا کسی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد میں کہ بتا سکے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کہاں فرمایا ہے؟ یہ کون سی حدیث ہے؟ کس کتاب میں ہے؟ کون سے راویوں نے اس کو روایت کیا ہے؟ اور جب کچھ نہ بتا سکیں اور ہرگز نہیں بتا سکتے تو ذرا آنکھ کھول کر اپنے امام کی بے ایمانی دیکھیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت اُسے یہاں تک مجبور کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراتب جلیلہ کو گھٹانے اور فضائلِ جمیلہ کو مٹانے کے لئے جھوٹی حدیثیں گڑھ لیا کرتا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ.

(۲۳)

اسی ''تقویت الایمان'' مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ (۲۸) پر لکھتا ہے۔

''انبیا واولیا کو جو اللہ نے سب سے بڑا بنایا ہے۔ سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں، سو لوگوں کو سکھاتے ہیں''

یہ بھی وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا فرق اتنا ہے کہ اس عبارت میں اپنے جی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو مٹایا اور اوپر کی عبارت میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا جڑ دیا کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔

مسلمانو! ملاحظہ فرماؤ۔ امام الوہابیہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف اتنی بڑائی مانی کہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہیں، تو معلوم ہوا کہ وہابی دھرم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس کے سوا اور کسی قسم کی فضیلت ثابت نہیں تو اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام فضائل اور ظاہر و باطن کے تمام کمالات و محاسن (خوبیاں) اور معجزات سب سے انکار ہوگیا۔ بلکہ رسالت بھی اُڑ گئی۔ کیونکہ راہ بتانا اور بھلے برے کاموں سے واقف ہونا خاص رسول کی شان نہیں۔ خود امام الوہابیہ نے اسی عبارت میں اولیا کے لیے بھی مانا۔ تو وہابی دھرم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ صرف اتنا ہے جتنا ایک ہدایت کرنے والے عالم کا، جو وہابیہ خود اپنے امام الوہابیہ و گنگوہی و نانوتوی کے لیے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے برے کاموں سے واقف تھے۔

(۲۴)

یہ سب کچھ تو ہوا۔ مگر مسلمان بھائیو! آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ ان دونوں عبارتوں سے صاف صاف ثابت ہوا کہ وہابی، دیوبندی دھرم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بندوں سے صرف یہی بڑائی اور امتیاز حاصل ہے کہ اللہ عز وجل

کے احکامِ شرعیہ سے واقف ہیں اور دوسروں کو بتاتے ہیں اور اُس کے علاوہ ذات و صفاتِ الٰہیہ وافعالِ ربانیہ واسرارِ مخفیہ ورموزِ خفیہ وحکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کسی بات کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیوبندی، وہابی دھرم نہیں مانتا۔ کیونکہ تقویۃ الایمانی دھرم میں احکام جاننے کے سوا اور کوئی بڑائی یا امتیاز تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو حاصل نہیں۔ اب انبیٹھی جی کی بے ایمانی دیکھئے۔ ''التلبیسات'' یعنی ''المہند'' میں اٹھارواں سوال گڑھا۔

''کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکامِ شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات وافعال اور مخفی اسرار و حکمتہائے الٰہیہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کے پاس تک مخلوق میں کوئی کیوں نہ ہو، نہیں پہنچ سکتا۔''

انبیٹھی جی اگر سچے ہوتے تو صاف صاف جواب دیتے کہ

''ہاں ہاں! ہمارے وہابی دھرم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف اتنی ہی بڑائی حاصل ہے کہ احکامِ شرعیہ سے واقف ہیں اور وہی لوگوں کو بتاتے ہیں۔ اس کے سوا کسی علم کی بڑائی انہیں حاصل نہیں۔ دیکھو ہمارے دھرم گرو کی پستک تقویۃ الایمان۔''

مگر انبیٹھی جی جانتے تھے کہ یہ ہندوستان نہیں جہاں ہر قسم کے کفر بکنے کی آزادی ہے۔ یہ تو اللہ عزوجل کا گھر مکۂ معظمہ اور اُس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آستانہ مدینۂ طیبہ ہے۔ یہاں اسلامی حکومت بھی باقی ہے۔ لہٰذا اگر یہاں اپنے کفر کا اظہار کر دیں گے تو قتل یا قید کا حکم ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنے اصلی عقیدہ کو چھپا کر یوں جواب لکھا۔

''ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکامِ عملیہ و حِکَمِ نظریہ اور حقیقتہائے حقہ و اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے

کوئی بھی اُن کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ
نبی، رسول۔ اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر
حق تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔"

ملاحظہ ہو۔ انبہٹی جی نے "تفویت الایمان" کی اصل عبارتیں نہیں لکھیں اور اپنا عقیدہ اُسکے خلاف بتایا۔

مسلمانو! خدا کے لیے انصاف سے بتاؤ۔ اگر انبہٹی جی کا فی الواقع یہی عقیدہ ہوتا تو "تفویت الایمان" سے کیا بیزاری نہیں کرتے۔ مگر نہیں یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

(۲۵)

وہابی دھرم کے بہت بڑے گرو رشید احمد گنگوہی نے اپنے "فتاویٰ گنگوہیہ" حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ (۴۸) پر لکھا۔

"عقدِ مجلسِ مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اُس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔"

اسی "فتاویٰ گنگوہیہ" حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پریس دیو بند کے صفحہ (۱۳۱) پر لکھا

"محفلِ میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے"

اسی حصہ دوم کے صفحہ (۹۲) پر لکھا۔

"انعقادِ مجلسِ میلاد بدون قیام بروایاتِ صحیح درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ انعقادِ مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔"

اسی "فتاویٰ گنگوہیہ" کے حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مرادآباد کے صفحہ (۱۴۳) پر لکھا۔

"جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو

شریک ہونا جائز ہے یانہیں؟ الجواب ۔ کسی عرس اور مولود میں
شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ۔"

انھیں گنگوہی جی کا ایک فتویٰ انھیں انبہٹی جی نے "براہینِ قاطعہ" مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ کے صفحہ (۱۴۸) پر نقل کیا۔ اُس کے آخر میں گنگوہی جی لکھتے ہیں۔

"یہ مجلسِ میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورتِ
جواز اس کی نہیں ہوسکتی۔"

پیارے سنّی بھائیو! دیکھو ان پانچوں عبارتوں میں گنگوہی جی نے کس طرح منہ بھر کر مجلسِ میلاد شریف کو ناجائز و ممنوع و منکر و بدعت بتایا۔ صاف کہا کہ جس مجلسِ میلاد میں کوئی نامشروع، ناجائز بات نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔ صاف کہا کہ جس مجلس میں صرف صحیح روایتیں پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لاف وگزاف نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔ صاف کہا کہ جس مجلس میں قیام بھی نہ ہو اور صحیح روایتیں پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔ صاف کہا کہ ہر حال میں مجلسِ میلاد ناجائز ہے۔ صاف کہا کہ جس مجلسِ میلاد میں صرف قرآنِ عظیم کی آیاتِ کریمہ پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔ صاف کہا کہ کوئی مجلسِ میلاد کسی طرح سے بھی ہرگز جائز نہیں۔ صاف کہا کہ مجلسِ میلاد بدعت اور منکر یعنی گناہ ہے اور شرعاً کسی صورت سے جائز نہیں ہوسکتی۔ یہ تو وہابی دھرم کا اصلی عقیدہ آپ نے سُن لیا۔ اب انبہٹی جی کی دجّالی دیکھئے۔ "التلبیسات" یعنی "المہند" میں اکیسواں سوال گڑھا۔

"کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ذکرِ ولادت شرعاً قبیح اور بدعتِ سیئہ حرام ہے۔ یا کچھ اور۔"

اگر انبہٹی جی سچے ہوتے تو اس کا جواب یوں دیتے کہ

"ہاں ہمارے وہابی مذہب، دیوبندی دھرم میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت ضرور قبیح اور بدعتِ سیئہ اور حرام ہے۔
دیکھو ہمارے دھرم گرو رشید احمد گنگوہی کے فتوے۔"

مگر وہ ملک ہندوستان نہ تھا۔ مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ کے علما سے معاملہ پڑا تھا۔ لہٰذا اپنے دھرم کو صاف نگل گئے اور اس سے بچ کر نکل گئے۔ اس سوال کا جواب یوں لکھا۔

''حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ کا ذکر بلکہ آپکی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعتِ سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے، اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکرِ ولادتِ شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز ونشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ ''براہینِ قاطعہ'' میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہے۔ اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ میں مسطور ہے۔''

اس کے چند سطر بعد لکھا۔

''ہم ذکر ولادتِ شریفہ کے منکر نہیں۔ بلکہ اُن ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان کی مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات، موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔ مردوں، عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے۔ اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو، اُس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور منکراتِ شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلسِ میلاد خالی ہو۔ پس اگر کوئی مجلسِ مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادتِ شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قولِ شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔ پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے۔ خدا اُن کو رسوا و ملعون کرے۔ خشکی و تری اور نرم و سخت زمین میں۔''

پہلے تو انبہٹی جی کی کذ ابیاں ملاحظہ ہوں۔ کہتا ہے کہ ہندوستان میں میلاد شریف کی مجلسوں میں یہ باتیں ضرور ہوتی ہیں۔ موضوع اور واہیات روایتوں کا پڑھا جانا، مردوں عورتوں کا ساتھ مل کر بیٹھنا، چراغوں اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی، مجلسِ میلاد کو واجب سمجھنا، جو اس میں نہ آئے اُس پر طعن کرنا، اُسے کافر کہنا۔ پھر کہتا ہے کہ شاید ہی کوئی مجلسِ میلاد ان ناجائز باتوں سے خالی ہوتی ہو۔ بیشک ہندوستان میں بعض مجلسیں ضرور ایسی ہوتی ہیں، جن میں موضوع روایتیں بیان ہوتی ہیں۔ مگر بحمدہٖ تعالیٰ بہت سی مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جن میں علما ذکرِ ولادت شریف کرتے ہیں۔ اُن میں ہرگز کوئی موضوع روایت بیان نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض میلاد خواں ایسے بھی ہیں جو خود عالم نہیں مگر علمائے کرام کی لکھی ہوئی کتابوں سے بیان کرتے ہیں اور وہ بھی کوئی موضوع روایت نہیں بیان کرتے۔ پھر انبہٹی جی کا یہ کیسا کھلا جھوٹ ہے کہ اکثر مجلسوں میں موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔ پھر ہندوستان میں جس قدر مجالسِ میلاد ہوتی ہیں۔ کسی میں مردوں کے ساتھ عورتیں مل کر نہیں بیٹھتی ہیں۔ بلکہ عورتوں کی نشست مردوں سے بالکل علحدہ ہوتی ہے۔

انبہٹی جی کو ایسا کھلا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آئی کہ مجلسِ میلاد میں عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ ہاں شاید دیوبند یا گنگوہ یا تھانہ بھون یا انبہٹہ میں ایسا ہی ہوتا ہو کہ گنگوہی و تھانوی و انبہٹی کے لیکچر سننے کے لیے تمام دیوبندی مرد اور انکی ماں، بہنیں، بہو، بیٹیاں، بیویاں سب ساتھ مل کر بیٹھتی ہوں۔ اُسی کو دیکھ کر انبہٹی جی نے اٹکل دوڑائی کہ مجلسِ میلاد میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

روشنی میں بھی فضول خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ آدمیوں کی کثرت کے اندازہ سے روشنی بھی کی جاتی ہے اسی لیے جہاں آدمی زیادہ جمع ہوتے ہیں اُسی مجلس میں روشنی بھی زائد ہوتی ہے۔ اور جہاں کم وہاں تھوڑی۔ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ میلاد شریف کو واجب سمجھتے ہیں۔ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی مجلسِ میلاد شریف کو واجب نہیں سمجھتا۔

کتنے بیچارے غریب مسلمان ہیں جو کبھی میلاد شریف نہیں کرتے اور کبھی اُن کے دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ ہم سے ایک واجب قضا ہو رہا ہے۔ ہاں مجلسِ میلاد کو مستحب و مستحسن و بہتر و ثواب ضرور جانتے ہیں۔

یہ بھی سپید جھوٹ ہے کہ جو شخص مجلسِ میلاد میں شریک نہ ہو اُسے طعنہ دیتے، کافر کہتے ہیں۔ ہر شہر میں کس قدر مجالسِ طیبہ ہوتی ہیں۔ پھر سینکڑوں بلکہ ہزاروں وہ سنّی مسلمان ہوتے ہیں جو مجبوری یا معذوری یا سستی و کاہلی سے نہیں شریک ہوتے، انھیں کون طعنے دیتا ہے۔ اُنھیں کون کافر کہتا ہے۔ ہاں جو شخص محفلِ میلاد کو بدعت و حرام کہے۔ اُس پر ضرور طعن کرتے ہیں کہ وہ خدا کے حلال بلکہ نیک کام کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اور چونکہ اس کے منکر وہابیہ ہی ہیں اور وہابیہ اپنے عقائدِ کفریہ کی وجہ سے کافر ہیں۔ لہٰذا اُنھیں کافر بھی کہتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ وہ مجلسِ میلاد میں شامل نہیں ہوتے بلکہ اس لئے کہ عقائدِ کفریہ رکھتے ہیں۔ انبہٹی جی نے علمائے حرمین شریفین کے سامنے ایسے کھلے جھوٹ اس لئے بولے کہ وہ حضرات بھی ہندوستان کی مجالسِ میلاد کو ناجائز و حرام لکھ دیں۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے اصل مقصود پر آیئے۔ (۱) انبہٹی جی نے گنگوہی کی ان پانچوں عبارتوں کو علمائے حرمین کے سامنے نہیں پیش کیا جن سے اصل وہابی دیوبندی دھرم کھلتا۔ (۲) اپنا عقیدہ گنگوہی فتووں کے خلاف لکھا۔ (۳) گنگوہی کے قول کو شنیع کہا۔ (۴) جس بات کو گنگوہی نے بدعت اور منکر اور ناجائز لکھا اُسے انبہٹی نے نہایت پسندیدہ (۵) اور اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھا۔ (۶) بلکہ صاف صاف گنگوہی کے قول پر کفر کا فتویٰ دے دیا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جو ایسا کہے وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر ہے۔ پھر گنگوہی کی عبارتیں اوپر آپ سُن چکے کہ جس مجلس میں کوئی ناجائز بات نہ ہو، جس مجلس میں کوئی موضوع روایت بیان نہ کی جائے، جس مجلس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے وہ بھی ناجائز و حرام و بدعت

ہے۔اور انبیٹھی جی نے دیوبندی دھرم کا عقیدہ یہ بتایا کہ مجلسِ میلاد اگر نا جائز بات نہ ہو موضوع روایت بیان نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، عورتوں مردوں کا اختلاط نہ ہو وہ مجلس جائز اور مستحب ہے۔ اب نہیں معلوم وہابیہ، دیوبندیہ گنگوہی وانبیٹھی دونوں میں کس کو جھوٹا کہیں گے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ۔

میں بھی ''المہند'' کی مہذب زبان میں کہوں کہ

''یہ کذابی، مکاری، عیاری، دجالی ملحد دجال مفتریوں کا کام ہے۔ خدا اُن کو رسوا کرے اور ان پر لعنت کرے۔ خشکی وتری میں نرم اور سخت زمین میں۔ آمین۔''

(۲۶)

وہابی دھرم کے گرو رشید احمد گنگوہی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ (۱۴۸) پر لکھا۔

''یہ وجہ ہے کہ روحِ پاک علیہ السلام کی عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت میں تشریف لائی، اُس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے۔ کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقتِ وقوعِ ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے۔ اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے۔ پس یہ ہر روز اعادۂ ولادت کا تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلِ بیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکتِ قبیحہ قابلِ لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں۔ اِن کے یہاں کوئی قید ہی نہیں۔ جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔''

پیارے مسلمانو! لِلّٰہ انصاف سے دیکھو۔ گنگوہی نے کس طرح منہ بھر کر محفلِ میلاد شریف کو کنہیا کے جنم کا سوانگ بلکہ معاذ اللہ اُس سے بدتر کہا۔ اور چونکہ محفلِ

میلاد کو کنہیا کا جنم بنانے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ اس لئے محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت نے اُسے مجبور کیا کہ اُس نے اپنے جی سے ایک نئی صورت گڑھی۔ جس کا کہیں دنیا میں وجود نہیں اور اُسے فرض کر کے ایسی ناپاک گالی بک دی۔ ہاں ہاں انبیٹھی جی ہوش وحواس درست کر کے سنو۔ ''تذکرۃ الرشید'' میں کئی جگہ گنگوہی کو بے نظیر اور بے مثل کہا گیا ہے۔ اس پر اگر کوئی شخص گنگوہی جی سے سیکھ کر یوں کہے کہ

''یہ وجہ ہے کہ گنگوہی جی کے پیچھے پاخانہ پھرنے کا ایک سوراخ تھا۔ اس لئے اُنھیں بے نظیر کہا جاتا ہے۔ تو یہ بھی محض حماقت ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے تو ہر ایک جانور کو بھی بے نظیر کہنا چاہئے۔ کیونکہ چمگادڑ کے سوا ہر ایک جانور کے پیچھے بھی پاخانہ پھرنے کا سوراخ ہوتا ہے۔ کیا پاخانہ کا سوراخ صرف گنگوہی جی کے پیچھے ہے۔ جس کی وجہ سے بے نظیر کہلانے کے مستحق ہوئے۔''

بولو انبیٹھی جی! جو شخص یوں کہے اُس نے تمہارے پیر کی توہین و بے ادبی کی یا نہیں۔ اگر کی اور ضرور کی تو کیوں جو وجہ اُس نے بے نظیر کہنے کی فرض کی ہے۔ اُس کی بنا پر تو بے شک تمام جانور بھی بے نظیر ثابت ہوتے ہیں۔ مگر نہیں! نہیں! تم ضرور کہو گے کہ گنگوہی جی کو اس وجہ سے ہرگز بے نظیر نہیں کہا جاتا۔ بلکہ گنگوہی جی میں خوبیاں ایسی تھیں جنکی وجہ سے اُنھیں بے نظیر کہا جاتا ہے۔ اس شخص کا مقصود ہی یہ تھا کہ گنگوہی جی کو گالی دے۔ اس لئے اُس نے اپنے جی سے بے نظیر کہنے کی یہ وجہ گڑھی اور گنگوہی جی کے پیچھے کے سوراخ کو ذکر کر دیا اور ہم بھی کہیں گے کہ اُس نے بہت بے ہودہ پن کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے کہ محفلِ میلاد شریف میں دنیا بھر کا کوئی مسلمان اس لئے قیام نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی وقت پیدا ہوئے بلکہ ذکر ولادت مقدسہ کی تعظیم کے لئے یا دنیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیدا ہونا سن کر اُس کی خوشی میں یا اس لئے کہ ذکر ولادت اقدس کے وقت مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضورِ خاص ہوتا ہے، قیام کیا جاتا ہے۔ مگر گنگوہی کو مقصود ہی یہ تھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی جائے۔ اس لئے انھوں نے یہ وجہ محض اپنے جی سے گڑھی اور کہہ دیا کہ اگر مسلمان یوں سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اب پیدا ہوئے اُس کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں تو یہ کنہیا کے جنم کے سوانگ کے مثل بلکہ اُس سے بدتر ہے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

بولو! انبھٹی جی! جس طرح اُس شخص نے گنگوہی جی کو گالی دی۔ اُسی طرح گنگوہی نے ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں؟ بولو دی۔ اور ضرور دی۔ فرق اتنا ہے کہ گنگوہی کو گالی دینے والا آپ لوگوں میں بے ادب، بے تہذیب، بے ہودہ کہلائے گا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا مسلمانوں میں کافر، مرتد کا خطاب پائے گا۔

مسلمان بھائیو! یہ تو آپ اچھی طرح سمجھ لیے ہونگے کہ گنگوہی کا اصل مقصود معاذ اللہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ میلاد کو کنہیا کا جنم کہنا تھا۔ صاف طور پر کہنے کا موقع نہ ملا تو ایک فرضی صورت خود اپنے جی سے گڑھ کر کہہ دیا۔

اب انبھٹی جی کی دجالی ملاحظہ ہو۔ ''المہند'' میں بائیسواں سوال گڑھا۔

''کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنہیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں۔''

پھر اس کا جواب لکھا۔

''یہ بھی بدعتی دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے۔ پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعلِ کفار کے مشابہ ہے۔''

پھر گنگوہی کی عبارت کا خلاصہ اور اُس کی اصل عبارت جو ہم نقل کر چکے، لکھ کر کہا۔

''پس اے صاحبانِ عقول! غور تو فرمایئے شیخ قدس سرہٗ (یعنی گنگوہی) نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے جو ایسے

واہیات، فاسد خیالات کے بنا پر قیام کرتے ہیں۔ اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں ولیکن ظالم لوگ اہلِ حق پر افترا کرتے اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔''

ملاحظہ فرمایئے۔ (۱) پہلے تو مجلسِ میلاد کو محبوب تر اور افضل ترین مستحب کہا۔ حالانکہ سابق میں گزرا کہ گنگوہی دھرم میں مجلسِ میلاد شریف ہر طرح ناجائز و بدعتِ سیئہ حرام ہے اور وہابی دھرم میں اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ (۲) ابھی سُن چکے کہ گنگوہی نے ضرور مجلسِ میلاد کو کنہیا کا جنم کہا۔ انبہٹی جی نے اُس پر کفر کا حکم لگا دیا کہ کسی مسلمان کی طرف ایسا گمان نہیں ہو سکتا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جو شخص ایسا کہے وہ ہرگز مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔ (۳) پھر اتنا ناپاک، ملعون، جھوٹ اللہ و رسول کے گھر میں بولا کہ ہندوستان کے جاہل مسلمان یہی سمجھ کر قیام کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی وقت پیدا ہوئے۔

انبہٹی جی! آپ کا وطن انبہٹہ حماقت میں مشہور ہے۔ اگر وہاں کے احمق لوگ ایسا سمجھتے ہوں تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ مگر الحمد للہ کہ سنیوں کا ایک ایک بچہ بھی آپ کے بڑے بڑے مولویوں سے زیادہ سمجھ رکھتا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ کوئی بے پڑھا مسلمان بھی ایسا خیال نہیں رکھتا۔

مسلمانو! دیکھو کفر سے پاک ہونے کی سچی تدبیر توبہ ہے۔ وہ تو دیوبندیوں کو نصیب نہیں۔ مگر جھوٹ بول کر علمائے حرمین شریفین کو دھوکے دینا اُنھیں آسان ہے کہ کفر بکتے رہیں اور کوئی اُنھیں کافر نہ کہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْجَاحِدِيْنَ.

(۲۷)

باوجودیکہ انبہٹی جی نے ایسا ناپاک، ملعون جھوٹ بول کر علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دیا۔ پھر بھی بعض علما اُن کی کیادی پر واقف ہو گئے اور انھوں نے اپنی تقریظ میں ''المہند'' کی اس مکاری کا رد فرما دیا۔ جسے ''دزدِ دلاور بکف چراغ'' انبہٹی جی نے نقل

بھی کردیا۔ چنانچہ صفحہ (٧۵) پر شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تقریظ میں ہے۔

"بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کے عالمِ ارواح سے دنیا میں تشریف لانے کا، پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پُرفتوح کے تشریف لانے میں کچھ استبعاد نہیں۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سرِ غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ باذنِ خداوندی کَوْن (یعنی عالم) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔"

اس کے تین سطر بعد لکھا۔

"اب رہا پیدائش کے از سرِ نو ہونے کا عقیدہ، سو کسی پوری عقل والے سے اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔"

صفحہ (٧٧) پر شیخ سلیم بشری کی تقریظ میں ہے۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اُس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بہت ائمہ نے قیامِ مذکور کو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔"

ان دونوں عبارتوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) محفلِ میلاد شریف میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لانا جائز ہے۔ (۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میلادِ مبارک میں تشریف لاتے ہیں وہ حق پر ہے۔ (۳) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات سے خود نفع نقصان

کے مالک نہیں۔ (۴) مگر خدا کے حکم سے تمام عالم میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے رہیں۔ (۵) بہت سے اماموں نے مجلس میلاد شریف میں قیام کو مستحسن سمجھا ہے۔ (۶) یہ قیام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان وجلالت کے لئے کیا جاتا ہے۔ (۷) مجلس میلاد مبارک کے قیام میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں۔

پیارے بھائیو! ملاحظہ فرماؤ۔ یہ کھلا رد ہے یا تقریظ وتصدیق وتائید۔ مگر ہے یہ کہ خدا کسی کو بے حیا نہ کرے۔ آمین۔

(۲۸)

"لطمۂ شیر برنجدی زادۂ راندیر" میں اچھی طرح دکھا دیا گیا ہے کہ گنگوہی جی نے یقیناً اللہ عزوجل کو جھوٹا لکھا اور اس کے جھوٹ بولنے کا فتویٰ دیا۔ در بھنگی جی کی عبارت بھی دکھادی تھی کہ وہ بھی یہی مانتے ہیں کہ خدا معاذ اللہ جھوٹا ہے۔

اس وقت گنگوہی وانبہٹی کی "براہینِ قاطعہ" لیجئے صفحہ (۲) پر لکھتے ہیں۔

> "امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ چنانچہ ردمحتار میں ہے۔ هَلْ يَجُوْزُ الْخُلْفُ فِى الْوَعِيْدِ ، فَظَاهِرُ مَا فِى الْمَوَاقِفِ وَ الْمَقَاصِدِ اَنَّ الْاَشَاعِرَةَ قَائِلُوْنَ بِجَوَازِهٖ، لِاَنَّهٗ لَايُعَدُّ نَقْصًا بَلْ جُوْدًا وَّ كَرَمًا."

ہاں انبہٹی جی! ہم سے اس عبارت کا مطلب سنو۔ کسی جرم پر اُس کی سزا مقرر کرنا اُس کو وعید کہتے ہیں۔ خلفِ وعید اُس سزا کے معاف کر دینے کا نام ہے۔ کوئی عقلمند آدمی خلف وعید کو کذب یعنی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ کذب عیب ہے اور خلفِ وعید کرم ہے۔ عرب میں ایک مثل مشہور ہے۔ اَلْكَرِيْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا وَ اِذَا اَوْعَدَ عَفَا. یعنی کریم جب کسی بات کا وعدہ کرتا ہے اُسے پورا کرتا ہے۔ اور جب کوئی سزا مقرر کرتا ہے تو اسے معاف کر دیتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خلف وعید جھوٹ نہیں بلکہ عفو ومغفرت

ہے۔اب بھی نہ سمجھے ہوتو مثال سے سمجھاؤں۔

ایک بادشاہ اعلان کردے کہ جو شخص سرکاری ٹیکس نہ ادا کرے گا اُسے سال بھر کی سزا ہوگی۔ پھر ایک شخص ایسا ہی حاضر ہو جس نے ٹیکس نہ ادا کیا ہو۔ بادشاہ اُس پر ترس کھا کر اُسے چھوڑ دے اور سزا نہ دے تو کیا اُس بادشاہ کو جھوٹا کہا جائے گا۔ کیا اُس کا قانون جھوٹا ہو جائے گا۔ ہر گز نہیں بادشاہ بھی سچا۔ اُس کا قانون بھی سچا اور اُس چھوڑ دینے کو عیب نہیں کہیں گے۔ بلکہ مہربانی اور کرم اور بخشش بولیں گے۔ بادشاہ کو جھوٹا نہیں کہیں گے۔ بلکہ اُسے رحم دل، مہربان، کریم کہا جائیگا۔

اب سنو ''رد المحتار'' کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ کیا خلف وعید ہو سکتا ہے تو مواقف اوز مقاصد کی عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ خلف اللہ تعالیٰ کی وعید میں ہو سکتا ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ وعید کا خلاف کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ جود و کرم یعنی بخشش اور مہربانی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اشاعرہ ضرور وعیدِ الٰہی میں خلف ممکن مانتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن نہیں مانتے۔ کیونکہ کذب اور جھوٹ نقصان اور عیب ہے۔ اور اشاعرہ صاف کہہ رہے ہیں کہ خلف وعید کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ جود و کرم ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اشاعرہ خلف وعید کو کذب ہی نہیں مانتے۔ مگر گنگوہی و انبہٹی نے اس عبارت سے امکانِ کذب یعنی اپنے خدا کا جھوٹ ممکن ہونا ثابت کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس عبارت میں کہیں کذب کا لفظ نہیں۔ تو ضرور ہے کہ گنگوہی و انبہٹی خلف وعید ہی کو کذب مانتے ہیں۔ اور یہ بھی اسی عبارت میں ہے کہ خلف وعید جود و کرم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا جود و کرم صرف ممکن ہی نہیں بلکہ یقیناً واقع ہے۔ تو اب یہاں چند مقدمے ہیں۔

(۱) گنگوہی و انبہٹی کے نزدیک خلف وعید کذب ہے۔ (۲) اور خلف وعید جود و کرم ہے۔ (۳) اور جود و کرم ضرور واقع ہے۔ تو ثابت ہوا کہ گنگوہی و انبہٹی کے دھرم میں اُن کا خدا یقیناً جھوٹا ہے۔ اُس کا جھوٹ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔

اسی ''براہین'' کے صفحہ (۳) پر لکھا۔

''امکانِ کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما (یعنی اگلے اماموں) میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔ اُس پر (مصنف انوار ساطعہ) طعن کرتا ہے۔''

پیارے مسلمانو! دیکھو اس عبارت کا مطلب بھی وہی ہوا کہ خلف وعید کے لیے کذب لازم ہے۔ یعنی گنگوہی وانبہٹی کے نزدیک بغیر کذب کے خلف وعید واقع نہیں ہوسکتا۔ اور ابھی سُن چکے کہ خلف وعید یقیناً واقع ہے۔ تو گنگوہی وانبہٹی دھرم میں اگلے زمانہ کے اماموں میں اختلاف ہو چکا ہے کہ خدا سچا ہے یا جھوٹا۔ کسی نے کہا خدا سچا ہے۔ کسی نے کہا جھوٹا ہے۔ اور اس مسئلہ پر طعن کرنے والا اگلے اماموں پر طعن کرنے والا ہے۔ سراسر وہی مضمون ہے۔ جو گنگوہی فتوے میں ہے۔ پھر نہیں معلوم۔ ع۔

نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل، کیا ہے؟

خیر اب انبہٹی جی کی دجالی، کذابی ملاحظہ ہو۔ ''المہند'' میں تیئسواں سوال گڑھا۔

''کیا گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔ اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے یا یہ اُن پر بہتان ہے۔ اور اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔''

پھر اس کا جواب لکھا۔

''گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا ہے اور منجملہ اُنھیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے۔ پس خدا ان کو ہلاک کرے۔ کہاں جاتے ہیں؟ جناب گنگوہی اس زندقہ والحاد سے بری ہیں۔ اور انکی تکذیب خود وہ فتویٰ کر رہا ہے جو جلد اول ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے صفحہ (۱۱۹) پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔''

اس کے بعد وہ فتویٰ نقل کیا ہے جس کی بحث ہم رسالہ ''لطمہ شیر برنجدی زادہ

رانڈیر' ۱۳۴۵ھ میں کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) انبہٹی جی نے گنگوہی فتویٰ نہیں پیش کیا۔ (۲) اس بات کو بالکل جھوٹ کہا۔ (۳) اُسے بہتان بتایا۔ (۴) خود "براہین قاطعہ" کی عبارت بھی نہیں پیش کی جس سے وہی مضمون ثابت ہوتا ہے۔ (۵) مرتضٰی حسن دربھنگی کی "اسکات المعتدی" کی عبارت جسے ہم "لطمۂ شیر برنجدی زادۂ رانڈیر' ۱۳۴۵ھ میں پیش کر چکے، اُسے بھی نہیں پیش کیا۔ (٦) بلکہ جو مضمون اس "فتوائے گنگوہی" اور "اسکات المعتدی" میں ہے جو خود "براہینِ قاطعہ" سے ثابت ہوتا ہے۔ اُس پر عقیدہ رکھنے والے بلکہ ویسا کہنے والے پر زندیق (۷) اور ملحد ہونے کا فتویٰ دیا۔

پیارے بھولے مسلمانو! ذرا اپنی اپنی مسلمانی کو ان دجالوں کے حلقۂ فریب میں پھنس جانے سے بچاؤ۔ دیکھو تمہاری مسلمانی کو جڑ سے صاف کر دینے کے لئے کیسی کذابیاں کی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد انبہٹی جی فرماتے ہیں۔

> "یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اُس کے پاس مولانا کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا (گنگوہی) پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے۔ جس کو گڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ اور ایسے جھوٹ اور جعل اُسے آسان ہیں۔ کیونکہ وہ اس میں استاذوں کا استاذ ہے۔ اور زمانہ کے لوگ اُس کے چیلے۔ کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اسکی عادت ہے۔ اکثر مہریں بنا لیتا ہے۔ مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں۔ اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا۔ اور یہ مجدّدیت کو چھپائے ہوئے ہے۔ علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح کہ محمد عبدالوہاب کے چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اُس کو بھی اُنھیں کی طرح رسوا کرے۔"

پیارے مسلمانو! ملاحظہ فرماؤ۔ یہ دیوبندی دھرم کے ایک پیشوا کا مہذب کلام ہے۔ یہ انبہٹی جی کی تہذیب ہے۔ وہ سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ جب تک حضور

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو تین گالیاں نہ دے لیں۔ اور وہ جوشِ تعصب میں اہلِ سنت کے امام کو گالیاں دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس ناپاک عبارت کو دیکھئے۔ ایک ایک فقرہ میں دو دو، تین تین اور چار چار گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا بغیر گالیاں دیے ہوئے انبہٹی جی جواب نہیں دے سکتے تھے؟ مگر ان کے دھرم کی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا جواب صاف ہے کہ جس گروہ کا دن رات کا شغل یہی ہو کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں وہ اگر امام اہلِ سنت، مجدّد دین وملت، حضور پر نور، مرشدِ برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دے تو کیا جائے شکایت ہے؟ گالیاں بکنا تو دیوبندیوں کے لئے نمکِ سلیمانی ہے کہ جب تک وہ اہلِ سنت کے پیشواؤں کو گالیاں نہ دیتے ہونگے اُن کا کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا ہوگا۔ آخر ابلیس کی فرزندی، دجّال کی قائم مقامی، ابوجہل کی نیابت کچھ آسان ہے؟ یہ تو دیوبندیوں ہی کا جگر گردہ ہے کہ ان سب کی غلامی پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ. یعنی ہرگز اللہ عزوجل کو ان ظالموں کے کاموں سے غافل مت سمجھو۔ وہ تو ان کو اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔

(۲۹)

اس عبارت میں انبہٹی جی نے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو گالیاں بکی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) بہتان باندھنے والا (۲) جعل گڑھنے والا (۳) ایسے جھوٹ (۴) اور جعل اسے آسان ہیں۔ (۵) وہ جھوٹوں (۶) اور جعل گڑھنے والوں کے استاذوں کا استاذ ہے۔ (۷) زمانہ کے جھوٹ اور جعل گڑھنے والے اس کے چیلے ہیں۔ (۹) محرّف (۱۰) ملبّس (۱۱) دجّال (۱۲) مکار (۱۳) جھوٹی مہریں بنانے والا (۱۴) مرزا قادیانی کے برابر (۱۵) علمائے امت کو کافر کہنے والا (۱۶) محمد بن عبد

الوہاب نجدی کے چیلوں کی طرح مسلمانوں کو کافر کہنے والا (۱۷) خدا اُس کو رسوا کرے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ سترہ گالیاں ہیں جو اسی عبارت میں انبہٹی نے دی ہیں۔ کوئی انبہٹی جی سے پوچھے کہ جس گنگوہی فتوی کے نام سے آپ کو اس قدر غصہ آیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس قدر گالیاں بک ڈالی ہیں۔ اُس فتوی کے جعلی ہونے کا ثبوت آپ نے کیا پیش کیا؟ تو صاف کھل جائے گا کہ گالیوں کے سوا انبہٹی جی کے پاس کچھ جواب تھا؟ وہ گالیاں دینے پر مجبور تھے۔ کیونکہ انکے پاس گنگوہی فتوے کے جعلی ہونے کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اور اُن کا مقصود ''المہند'' میں صرف یہی تھا کہ حرمین شریفین کے علمائے کرام کو دھوکے دیے جائیں۔ اگر گنگوہی فتوے کے جعلی ہونے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرنے کے بدلے گالیاں بھی نہ بکتے تو مکاری پوری نہ ہوتی۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الدَّجَّالِيْنَ.

(۳۰)

دیوبندی دھرم کے ایک بڑے پرچارک محمود حسن دیوبندی اپنی کتاب ''جہد المقل'' مطبوع بلالی پریس ساڈھورہ کے صفحہ (۳) پر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ''یکروزی'' کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

> ''اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست،
> پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد''

یعنی اگر محال سے مراد محال بالذات ہے جو قدرتِ خداوندی میں داخل نہیں ہے تو ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ بولنا محال بالذات ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ خدا کا جھوٹ بولنا ضرور ممکن بالذات ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔

> ''والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد۔''

یعنی اگر خدا کا جھوٹ بولنا ممکن نہ ہو تو لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ انسان کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ خدا اگر جھوٹ نہ

بول سکے تو بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔

اس ناپاک عبارت کا ردِ کامل تو "سُبْحٰنَ السُّبُوح" شریف میں ملاحظہ ہو۔

یہاں اس عبارت کے لکھنے سے صرف اتنا مقصود کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے دھرم میں خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اُس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اور اس سے پہلے براہین گنگوہی و انبہٹی کی عبارت گزری۔ اس میں بھی خدا کے جھوٹ بولنے کو ممکن لکھا ہے۔

اب انبہٹی کی عیاری ملاحظہ ہو۔ "المہند" میں چوبیسواں سوال گڑھا۔

> "کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوعِ کذب ممکن ہے یا کیا بات ہے۔"

وہابی دھرم کے مطابق تو اس کا جواب یہی تھا کہ

> "ہاں بے شک ہم اور ہمارے بڑے سب اس کا یقین رکھتے ہیں کہ بیشک خدا کے کلام میں جھوٹ ممکن ہے۔ دیکھو ہمارے دھرم گرو اسمٰعیل دہلوی کی "یکروزی" اور ہماری براہین قاطعہ۔"

مگر انبہٹی جی نے اس کا جواب یوں لکھا کہ

> "ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اُس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اُس کے کسی کلام میں کذب کا وہم بھی کرے وہ کافر، ملحد، زندیق ہے کہ اُس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔"

(۱) دیکھئے انبہٹی نے "براہین قاطعہ" اور "یکروزی" کسی کی عبارت نہیں پیش کی۔ (۲) اپنا عقیدہ اُن کتابوں کے خلاف بتایا۔ (۳) بلکہ "براہین" و "یکروزی" و "جہد المقل" کی عبارتوں پر کافر، (۴) ملحد (۵) زندیق ہونے کا فتویٰ دیا۔ صاف کہا کہ اُس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ اور اس میں انبہٹی جی بیچارے مجبور ہیں۔ کفر کو اسلام بنانا ایسا ہی مشکل کام ہے جس میں مکر، فریب، جھوٹ، دغا، دجالی، کذابی کے

بغیر کام چل ہی نہیں سکتا۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ.

(۳۱)

''المہند'' میں پچیسواں سوال گڑھا۔

''کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے۔ اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟ اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علما کی کیا سند ہے۔ واقعی امر ہمیں بتاؤ۔''

پھر اس کے جواب میں لکھا۔

''اگر وعدہ خبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے سے امکانِ کذب تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ بھی بالذات محال نہیں۔ بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً، مقدوراً اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے۔''

اس عبارت کا بھی صاف وہی مطلب ہوا کہ وہابی دھرم میں خدا جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔، بے عقلی کی باتیں بھی کر سکتا ہے۔ ظلم بھی کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔ یہ سب ناپاکیاں خدا کے لئے ممکن ہیں مگر واقع نہیں ہونگی۔

یہاں تو ناظرین تعجب کریں گے کہ اس سوال میں تو انبیٹھی جی نے علمائے حرمین شریفین کے سامنے اپنا دھرم صاف صاف ظاہر کر دیا۔ مگر نہیں نہیں! ہرگز نہیں! علمائے حرمین کے سامنے جب یہ رسالہ پیش کیا گیا تھا اُس وقت یہ جواب اس طرح نہیں لکھا تھا۔ جب وہاں سے بکمال دجّالی وکذّابی چند مہریں حاصل کر لیں تو ہندوستان میں آکر اُس کی عبارت کو اس طرح بدل کر چھاپ دیا۔ میں بعونہٖ تعالیٰ یہ بات بغیر ثبوت کے نہیں کہتا۔ میرے پاس بحمدہٖ تعالیٰ اس کے روشن ثبوت ہیں۔ جن کے سننے کے بعد ہر باانصاف میرے اس قول کی تصدیق پر مجبور ہوگا۔

پہلا ثبوت یہ ہے کہ انبیٹھی جی ابھی چوبیسویں سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں وقوعِ کذب ممکن ماننے والے کو کافر، ملحد، زندیق لکھ چکے ہیں۔ اور اس کی وجہ صرف علمائے حرمین شریفین کا خوف اور اُن کا رعب تھا۔ پھر یہ بات کس طرح سمجھ

میں آسکتی ہے کہ جس بات کو ابھی ابھی کفر والحاد وزندقہ کہہ چکے ہیں، اُسی کا خود اقرار کرلیں۔ اگر یہی عبارت اصل جواب میں ہوتی تو کیا علمائے حرمین شریفین نہ فرماتے کہ تو کیسا بے وقوف ہے۔ جس بات کو کفر والحاد وزندقہ کہتا ہے اُسی کا خود اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے منہ خود ہی کافر، ملحد، زندیق بنتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ عبارت ہرگز اصل رسالہ میں نہ تھی بعد میں بڑھائی گئی ہے۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ المہند کے آخر میں مفتی برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ لکھا۔ اُس میں یہ عبارت موجود ہے۔

"خلاصہ ان جوابات کا جن کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علمائے کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلامِ لفظی میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ جو اُن کے نزدیک امکانِ ذاتی کو مستلزم ہے۔ مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف کا وقوع ہرگز نہ ہوگا۔"

دیکھئے برزنجی صاحب انبیٹھی جی کے کلام کا خلاصہ نقل کررہے ہیں۔ اُس میں کہیں امکانِ کذب کا نام نہیں۔ صرف خُلف وَعد وخُلف وعید وخُلف خبر کا ذکر ہے۔ اور ان تینوں باتوں کو بالذات ممکن اور محال بالغیر لکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کا خدا نے وعدہ فرمالیا، یا جس امر کی خدا نے خبر دی اُس کے خلاف کرنا بالذات تو ممکن ہے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر اس کے خلاف ہو تو خدا کے کلام کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ اور جھوٹ بولنا خدا کے لیے محال بالذات ہے۔ اس لئے خدا کے وعدہ اور اُس کی خبر کے خلاف بھی نہیں ہوسکتا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وعدہ اور خبر پر نظر نہ کی جائے تو اُس کا خلاف بھی ممکن ہے اپنی ذات میں محال نہیں۔ ہاں محال بالغیر ہے۔ یعنی اگر ایسا واقع ہو جائے تو اس کے سوا ایک اور بات ماننی پڑے گی، یعنی خدا کے وعدہ اور خبر کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ اور یہ محال بالذات ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیٹھی جی نے ہرگز اصل رسالہ میں کذبِ باری کو ممکن نہیں لکھا تھا ورنہ علامہ برزنجی ضرور

اس کا ذکر کرتے۔ یہ عبارت انبہٹی جی نے بعد کو بڑھائی ہے۔

تیسرا ثبوت یہ ہے کہ یہی مفتی برزنجی اپنی اسی تحریر میں نصیحت کرتے ہیں کہ اگر چہ خُلف وَعدُ وخُلف وعید وخُلف خبر تینوں ممکن بالذات اور محال بالغیر ہیں۔ مگر اس مسئلہ کو عوام تو عوام خواص بھی نہیں سمجھیں گے۔ وہ لکھتے ہیں۔

> ''اس لئے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلامِ خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں۔ پس یا تو جس طرح انکی سمجھ میں آیا ہے اُسی کو قبول کر کے مان لیں گے۔ پس کفر والحاد میں پڑیں گے اور یا اُس کو قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کریں گے۔ اور اس کے قائل پر طعن وتشنیع کریں گے۔ اور انکو کفر والحاد کی طرف نسبت کریں گے۔ اور یہ دونوں باتیں دین میں فسادِ عظیم ہیں۔''

دیکھئے اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ برزنجی صاحب امکانِ کذب کو کفر والحاد کہتے ہیں۔ تو اگر انبہٹی جی نے اصل ''المہند'' میں امکانِ کذب کا اقرار لکھا ہوتا تو برزنجی صاحب کیا فوراً فتویٰ نہ دیتے کہ تو خود اللہ عز وجل کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہہ رہا ہے تو خود کافر وملحد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عبارت اصل رسالہ میں نہیں تھی۔ بعد میں بڑھائی گئی ہے۔

چوتھا ثبوت یہ ہے کہ اسی ''المہند'' میں شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تقریظ چھاپی۔ اس میں یہ عبارت ہے۔

> ''جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا۔''

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ پچیسویں جواب میں انبہٹی نے جس مسئلہ پر

بحث کی ہے۔ وہ اشاعرہ وماتریدیہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ اشاعرہ اُسے ممکن کہتے ہیں۔ اور ماتریدیہ اُسے محال مانتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اشاعرہ وماتریدیہ کا کس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ کذب کے ممکن ومحال ہونے میں یا خُلفِ وعید کے ممکن ومحال ہونے میں۔ تو یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل کا معاذ اللہ جھوٹ بولنا اشاعرہ و ماتریدیہ دونوں کے نزدیک بالاتفاق محال ہے۔ ہاں خلف وعید کو اشاعرہ ممکن کہتے ہیں اور ماتریدیہ اُسے بھی محال مانتے ہیں۔ جیسا کہ مواقف میں ہے

لَا یُعَدُّ الْخُلْفُ فِی الْوَعِیْدِ نَقْصاً خلف وعید کوئی عیب نہیں گنا جاتا۔ اُسی مواقف میں ہے۔ اِنَّهٗ تَعَالٰی یَمْتَنِعُ عَلَیْهِ الْکِذْبُ اِتِّفَاقًا. اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے نزدیک بالاتفاق محال ہے۔ جس طرح طوالع میں ہے۔ اَلْخُلْفُ فِی الْوَعِیْدِ حَسَنٌ خلف وعید عیب نہیں بلکہ خوبی ہے۔ اُسی میں ہے۔ اَلْکِذْبُ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مُحَالٌ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

جیسے علامہ جلال الدین دوانی نے شرح عقائد میں لکھا۔ ذَهَبَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّ الْخُلْفَ فِی الْوَعِیْدِ جَائِزٌ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی لَا فِی الْوَعْدِ وَ بِهٰذَا وَرَدَتِ السُّنَّةُ بعض علما اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ پر جائز ہے۔ وعدہ میں نہیں۔ اور یہی مضمون حدیث میں آیا۔ وہی علامہ جلال فرما چکے۔ اَلْکِذْبُ عَلَیْهِ تَعَالٰی مُحَالٌ لَا تَشْمَلُهُ الْقُدْرَةُ . اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے۔ قدرتِ الٰہی میں داخل نہیں۔

جیسے شرح مقاصد میں ہے۔ اِنَّ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنْهُمْ یَجُوْزُوْنَ الْخُلْفَ فِی الْوَعِیْدِ. پچھلے زمانہ کے بعض علما خلف وعید جائز مانتے ہیں۔ اُسی شرح مقاصد میں ہے۔ اَلْکِذْبُ مُحَالٌ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ لِاَنَّ الْکِذْبَ نَقْصٌ بِاِتِّفَاقِ الْعُقَلَاءِ وَ هُوَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مُحَالٌ. اللہ تعالیٰ کا معاذ اللہ جھوٹ بولنا تمام علما کے اجماع سے محال ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنا تمام عقلا کے نزدیک بالاتفاق عیب ہے۔ اور اُس

پاک بے عیب اللہ تعالیٰ پر ہر عیب محال ہے۔
عبارتیں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ مگر اتنی ہی عبارتوں سے ہر انصاف پسند جان لے گا کہ جو اشاعرہ خلف وعید کو جائز و ممکن کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کذب کو وہ بھی محال بتاتے ہیں۔ تو اشاعرہ و ماتریدیہ کا اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ خلف وعید جائز ہے یا نہیں اور کذب الٰہی تو دونوں کے نزدیک بالاتفاق محال ہے۔
اب دیکھئے شِشْقِنْقِطِی صاحب کہتے ہیں کہ انبہٹی جی کا مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اصل رسالہ میں انبہٹی جی نے خلف وعید کے ممکن ہونے کی بحث لکھی تھی۔ اور یہاں آکر اُس کی عبارت بدل دی۔
پیارے مسلمانو! ملاحظہ فرماؤ۔ دجالی، کذابی اور کس کا نام ہے؟ قاعدہ ہے کہ آئینہ میں اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔ خود تو دجالی، کذابی، تحریف و تلبیس، مکروفریب کرے اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یہ ناپاک الفاظ اپنے گندے منہ سے نکالے۔ آلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَذَّابِيْنَ.

(۳۱)

انبہٹی نے چھبیسواں سوال گڑھا۔

"کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے۔
کیونکہ تمہاری طرف لوگ نسبت کرتے ہیں کہ اُس سے محبت رکھتے
اور اُس کی تعریف کرتے ہو۔"

پھر اس کے جواب میں لکھا۔

جب اُس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اُس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اُس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس

موجود ہے۔ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔"

میں کہتا ہوں یہ سب ٹھیک ہے۔ بیشک دیوبندیوں نے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے دیے اور وہ چھپ کر شائع بھی ہو گئے۔ مگر اس سے دیوبندیوں کا کفر کس طرح اُٹھ گیا۔ جیسے کفریات قادیانی نے بکے۔ اُن سے زیادہ ناپاک کفریات خود دیوبندیوں نے بکے۔ پھر دیوبندیہ کس منہ سے قادیانیوں کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ اور جس دلیل سے قادیانیوں کا کافر، مرتد ہونا ثابت کریں گے۔ اُسی دلیل سے خود دیوبندیوں کا کافر مرتد ہونا ثابت ہو جائے گا۔

میں ایک بار بریلی شریف سے گجرات کو براہ اجمیر شریف آ رہا تھا۔ باندی کُئی کے اسٹیشن پر ایک قادیانی اور ایک دیوبندی بھی ریل میں سوار ہوئے۔ اُن دونوں میں باہم جو گفتگو ہوئی، دلچسپی سے خالی نہیں تھی۔ اس لئے اپنی یاد کے مواقق اُسے یہاں نقل کرتا ہوں۔

دیوبندی : (قادیانی سے) کیوں جناب! آپ کہاں جائیں گے؟

قادیانی : جناب! میں بھروچ کے ضلع میں کوئلے، چونے وغیرہ کی تجارت کے لیے جایا کرتا ہوں۔ وہیں جا رہا ہوں۔ احمد آباد کچھ کام تھا۔ اس لئے ادھر سے چلا آیا اور آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟

دیوبندی : جی! میں راندیر ضلع سورت جا رہا ہوں۔ تھانہ بھون حاضر ہوا تھا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب سے مرید ہو کر آ رہا ہوں۔ اور آپ کس کے مرید ہیں؟

قادیانی : جناب میں حضرت اقدس، مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مرید ہوں

دیوبندی : استغفراللہ! لاحول ولاقوۃ الاباللہ! معاذاللہ!!

قادیانی : کیوں جناب آپکو اس قدر غصہ کیوں آ گیا؟ خیر تو ہے!

دیوبندی : آپ اُسی مرزا قادیانی کے مرید ہیں جو کافر مرتد تھا۔ پھر غصہ کی وجہ پوچھتے ہیں؟

قادیانی : جناب غصہ کی کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی کفر مرزا صاحب کا آپکو معلوم ہو تو بتایئے؟

دیوبندی : آپکے مرزا کا ایک کفر ہے!! ابھی اس نے سینکڑوں کفریات بکے ہیں۔

قادیانی : میں پھر کہتا ہوں۔آپ غصہ کیوں فرماتے ہیں؟مرزا صاحب کا کوئی کفر بتایئے؟
دیوبندی : اب یہی دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ ''دافع البلا'' صفحہ (۱۵) پر لکھا۔
''خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰ) کو کس طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا۔
جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔''
دیکھئے اس عبارت میں مرزا نے اللہ تعالیٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں لانے سے عاجز بتایا۔

قادیانی : اگر خدا کو عاجز بتانا کفر ہے تو آپ کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے خدا کو جھوٹا لکھا۔اگر مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے گنگوہی جی بھی کافر ہیں۔اور اگر گنگوہی مسلمان ہیں تو مرزا صاحب بھی مسلمان ہیں۔

دیوبندی : (جواب سے عاجز رہ کر) اب یہی دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بہت سخت توہینیں کی ہیں۔

قادیانی : اگر مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہینیں کیں تو دیوبندیوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت گستاخیاں کیں۔آپ کے گنگوہی جی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ (۵۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو شیطان سے کم لکھا۔ آپ کے پیر تھانوی جی نے ''حفظ الایمان'' صفحہ (۸) پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چار پایوں کے مثل لکھا اور اس کے سوا بھی بہت عبارتیں ہیں۔اگر عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کفر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین بھی کفر ہے۔اگر مرزا صاحب کافر ہیں تو گنگوہی وانبیٹھی وتھانوی صاحبان بھی ضرور کافر ہیں۔اور اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔

دیوبندی : آپ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔کیا مرزا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کیا؟ کیا ایسا شخص کافر نہیں؟

قادیانی : اجی جناب!مرزا صاحب نے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کیا۔بلکہ اُس کے ایک عجیب وغریب معنی بتائے ہیں۔وہ فرماتے ہیں۔خاتم النبیین کے معنی

لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے پچھلے نبی۔ صرف یہی معنی لینا صحیح نہیں۔ بلکہ خاتم النبین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر۔ مہر کی وجہ سے فرمانِ شاہی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور جس فرمان پر مہرِ شاہی نہ ہو اُس کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ تو خاتم النبین کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بالذات نبی ہیں۔ یعنی حضور کو خود اللہ نے بغیر کسی کے واسطہ اور وسیلہ کے نبوت عطا فرمائی ہے اور حضور کے سوا اور جتنے نبی ہونگے سب کو حضور کے طفیل سے نبوت ملے گی۔ تو اور سب نبی بالعرض نبی ہونگے۔ تو اب جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھ کو بغیر حضور کے واسطہ کے نبوت ملی ہے وہ جھوٹا ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں حضور کا غلام ہوں۔ مجھ کو حضور کے طفیل سے نبوت ملی ہے تو وہ سچا ہے۔ خاتم النبین کے اگر یہ معنے لیے جائیں جو مرزا صاحب نے بیان فرمائے تو حضور کا خاتم النبین ہونا صرف انبیائے سابقین کے اعتبار سے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر حضور کے زمانہ میں بھی بلکہ حضور کے بعد بھی ایک نہیں لاکھوں نبی پیدا ہوں تو پھر بھی حضور کا خاتم النبین ہونا ویسا ہی باقی رہتا ہے اور حضور اگلے پچھلے تمام نبیوں کے خاتم یعنی مہر ہونگے۔ یہ وہی مضمون ہے جو دیوبندی گروہ کے نانوتوی جی نے اپنی ''تحذیر الناس'' کے صفحہ (۱۳) و (۱۴) و صفحہ (۲۸) پر بیان کیا۔ اگر اس وجہ سے مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے نانوتوی جی بھی کافر ہیں اور اگر یہ مسلمان ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں۔

دیوبندی: آپ فضول بات بڑھاتے ہیں۔ بھلا بتایئے۔ کیا مرزا قادیانی اپنی بیوی کو ام المؤمنین نہیں لکھتا تھا۔ کیا یہ اُس کا کفر نہیں؟

قادیانی: جناب مرزا صاحب نے تو اپنی زوجہ کو ام المؤمنین لکھا۔ مگر آپ کے پیر تھانوی صاحب نے تو معاذ اللہ ام المؤمنین سے اپنی بیوی کی تعبیر دی۔ چنانچہ ''الامداد'' صفر ۱۳۳۵ھ میں ہے۔

> ''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (یعنی اشرفعلی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن فوراً اس طرف منتقل ہوا (کہ کم سن عورت ملکیں) اس مناسبت سے کہ جب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا
سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔
وہی قصہ یہاں ہے۔"

دیکھئے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے کا خواب گڑھا اور کم سن عورت ملنا اس کی تعبیر بیان کیا گیا۔ اگر اس وجہ سے مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے پیر تھانوی صاحب بھی کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں۔

دیوبندی: آپ فضول ضد کیے جاتے ہیں۔ بھلا بتایئے۔ کیا مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اپنی کتاب "ازالہ اوہام" کے صفحہ (۱۵۱) سے صفحہ (۱۶۲) تک مسمریزم اور لہو ولعب وغیرہ نہیں بتایا۔ کیا ایسا کہنے والا بھی کافر نہیں ہوگا۔ آپ اسے کافر نہ کہیں، مگر میں تو اُسے دس بار کافر کہوں گا۔

قادیانی: یہ تو آپ کو اختیار ہے۔ آپ جسے چاہیں سو مرتبہ کافر کہیں۔ مگر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کے دیوبندی گروہ کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ "منصب امامت" صفحہ (۳۱) و (۳۲) پر لکھا۔

"بسیار چیز ست کہ ظہورِ آں از مقبولینِ حق از قبیلِ خرقِ عادت شمردن
می شود۔ حالانکہ امثالِ ہماں افعال بلکہ اقویٰ واکمل ازاں از اربابِ
سحر واصحابِ طلسم ممکن الوقوع باشد۔"

(منقول از حصہ سوم فتاویٰ گنگوہیہ صفحہ ۲۳)

"یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا معجزہ سمجھا
جاتا ہے۔ حالانکہ ویسے بلکہ ان سے زیادہ قوی اُن سے بڑھ کر کامل
باتیں تو جادوگر اور طلسمات والے دکھا سکتے ہیں۔"

خرقِ عادت میں معجزہ اور کرامت دونوں داخل ہیں۔ مگر کرامت کو تو آپ لوگ کیا مانیں گے۔ اس لیے میں نے صرف معجزہ ہی پر بحث کی۔ اب فرمایئے اگر مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزم کہہ کر کافر ہو گئے تو آپ کے امام مولوی

اسمٰعیل دہلوی جادو اور شعبدہ کو معجزہ سے زیادہ قوی اور کامل بتا کر کافر ہو گئے۔ اور اگر یہ کافر نہیں تو وہ کس طرح کافر ہوں گے۔

دیوبندی: آپ خواہ مخواہ اپنی ضد کو پال رہے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا؟ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر نہیں؟

قادیانی: (مسکرا کر) دیکھئے! آپ ہر ایک بات سے گریز فرما رہے ہیں۔ مگر میں برابر آپ کے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ اور میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ اچھا سنیے "الامداد" صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک شخص کا خواب چھپا ہے کہ وہ خواب میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اَشْرَفُ عَلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے۔ جب جاگتا ہے تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا اَشْرَفُ عَلِی پڑھتا ہے اور دن بھر اُسے یہی خیال رہتا ہے اور جھوٹا بہانہ کرتا ہے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہیں تھی۔ وہ اپنا یہ واقعہ آپ کے پیر تھانوی صاحب کو لکھتا ہے۔ تھانوی صاحب اُسے جواب دیتے ہیں کہ

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے۔"

اگر تھانوی صاحب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے کو کفر جانتے تو صاف جواب دیتے کہ تو کافر ہو گیا۔ تو نے دن بھر مجھے نبی جپا۔ تو اسلام سے نکل گیا۔ تو نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ اگر بیوی رکھتا ہے تو وہ تیرے نکاح سے نکل گئی۔ اُس سے دوبارہ نکاح کر۔ ورنہ جماع زنا ہوگا اور اولاد حرامی۔ اور زبان کی بے اختیاری کا بہانہ جھوٹا ہے۔ دن بھر جاگتے میں، ہوش کے ساتھ مجھے نبی کہتا رہا اور پھر کہتا ہے۔ میری زبان میرے اختیار میں نہیں تھی۔ ایسی بے اختیاری نہ دیکھی نہ سنی۔ گویا زبان تیرے منہ میں ایک علحدہ جانور تھی۔ تو تو چاہتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی کہے۔ مگر تیری زبان کہتی تھی۔ میں تو نہیں مانتی۔ میں تو اشرف علی کو نبی کہوں گی۔ مگر آپ کے پیر صاحب نے یہ کچھ نہ کہا۔ بلکہ اُسے تسلی دی کہ اس طرح

پیر کے متبع سنت ہونے کی تسلی ہوتی ہے اور پھر اُسے اُس رسالہ میں چھاپا گیا جس کا مقصود ''امت محمدیہ کے عقائد واخلاق ومعاشرت کی اصلاح'' بتایا گیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب ہرگز دعوائے نبوت کو کفر نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ چھاپ کر شائع کرنے سے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سب مریدوں کو دعوت دی گئی ہے کہ پیر کے متبع سنت ہونے کی تسلی اس طرح ہوتی ہے کہ اُسے نبی ورسول کہا جائے۔ لہٰذا جس مرید کو میرے متبع سنت ہونے کی تسلی منظور ہو وہ اسی طریقہ پر عمل کرے۔ اور متبع سنت ہونا نبوت کے کچھ مخالف نہیں۔

ہمارے مرزا صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنے کے صدقہ میں نبوت عطا فرمائی گئی ہے۔ بلکہ کامل اتباعِ سنت تو یہی ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی ورسول ہو کر امت کو ہدایت فرمائی ہے۔ اُسی طرح حضور کا غلام بھی حضور کے طفیل سے نبوت پا کر مخلوق کو ہدایت کرے تو تھانوی صاحب نے جو اپنے آپ کو متبع سنت کہا اُس کا مطلب یہی ہوا کہ مجھ کو حضور کی غلامی اور حضور کی سنت کے کامل اتباع کے صدقہ میں نبوت ملی ہے۔ اگر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو تھانوی صاحب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگر مرزا صاحب اس وجہ سے کافر ہیں تو آپ کے پیر تھانوی صاحب بھی اس وجہ سے کافر ہونگے۔ اگر ان کو آپ مسلمان مانتے ہیں تو انھیں بھی مسلمان ماننا پڑے گا۔

دیوبندی: جناب! میں کس قدر تھوڑا بولتا ہوں اور آپ فضول باتوں میں وقت گزار دیتے ہیں۔ سنیے جناب! تمام علمائے دیوبند نے مرزا صاحب پر کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر ہم مرزا کو کیونکر کافر نہ کہیں؟

قادیانی: جناب غور فرمائیے۔ یہ میری بات کا جواب نہیں ہوا۔ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ علمائے بریلی نے علمائے دیوبند پر کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

دیوبندی: اجی حضرت! آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ مطلب یہ ہے کہ مرزا کے کافر،

مرتد ہونے پر علمائے بریلی وعلمائے دیوبند سب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور مرزا کو دونوں گروہ کافر، مرتد جانتے ہیں۔ کہیے اب تو آپکی سمجھ میں آیا؟

قادیانی : میں اب بھی آپ کا مطلب سمجھنے سے عاجز ہوں۔ سنیے! علمائے دیوبند کو تمام قادیانی اور تمام علمائے بریلی سب کافر کہتے ہیں۔ قادیانی صاحبان دیوبندیوں کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے اور علمائے بریلی دیوبندیوں کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ اُن کے نزدیک دیوبندی صاحبان اللہ ورسول کی توہینیں اور گستاخیاں کرتے ہیں تو اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس فریق کے کافر، مرتد ہونے پر دو گروہ متفق ہوں وہ ضرور کافر ہے تو آپ اپنا اور تمام دیوبندی صاحبوں کا کافر، مرتد ہونا تسلیم کیجیے۔

دیوبندی: آپ کسی طرح مانتے ہی نہیں۔ سنیے! مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے تمام علمائے کرام نے بھی مرزا اور اُس کے ماننے والوں پر کافر مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

قادیانی : مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے جن علما نے ہم پر اور ہمارے مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ انھیں علما نے آپ تمام دیوبندی صاحبوں پر اور آپ کے پیشواؤں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبہٹی، اشرف علی تھانوی صاحبان پر کافر، مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اگر آپ اُسے مانتے ہیں تو اسے بھی مانیے اور اگر یہ فتویٰ آپ کے نزدیک غلط ہے تو اُس فتوے کے صحیح ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

یہاں تک گفتگو پہنچی تھی ۔ دیوبندی صاحب بالکل عاجز ہو چکے تھے۔ قادیانی صاحب نے جو معلوم ہوتا ہے پہلے خود دیوبندی ہونگے ۔ کیونکہ وہ دیوبندی عقائد سے پورے واقف تھے۔ الزامی جوابوں سے دیوبندی صاحب کو بالکل مبہوت کر دیا تھا۔ اب دیوبندی صاحب مجبوراً سخت کلامی ودشنام بازی پر آمادہ ہوگئے اور قریب تھا کہ چلتی ریل میں فساد ہو جائے۔ یہ حالت دیکھ کر فقیر سے نہ رہا گیا اور فقیر نے یہ کہہ کر دونوں کو آپس میں لڑنے سے باز رکھا۔

فقیر : آپ دونوں صاحبان آپس میں کیوں لڑتے ہیں۔ میرے نزدیک آپ دونوں صاحبان اس بات میں سچے ہیں۔

دیوبندی: (غصہ میں آکر) میں تو ضرور سچا ہوں۔ مگر آپ نے اس قادیانی مردود کو کس طرح سچا کہہ دیا۔ آپ بھی قادیانی معلوم ہوتے ہیں۔

قادیانی : آپ انکی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔ آپ اپنا فیصلہ ارشاد فرمائیں۔

فقیر : (دیوبندی سے مخاطب ہو کر) الحمد للہ کہ نہ میں قادیانی ہوں نہ میں دیوبندی ہوں۔ الحمد للہ کہ سنی، حنفی ہوں۔ آپ دونوں صاحبان بحث کر رہے تھے۔ میں سن رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ قادیانی کافر ہیں۔ میں کہتا ہوں اس بات میں بے شک آپ سچے ہیں۔ ضرور قادیانی کافر ہیں۔

اِن صاحب نے فرمایا کہ دیوبندی کافر ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات میں یہ بھی سچے ہیں۔ ضرور دیوبندی کافر ہیں۔ مرزا قادیانی کے جو کفریات آپ نے بتائے۔ یقیناً وہ سب کفر ہیں۔ مگر آپ کے عاجز ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ اُن کفریات کے سبب مرزا کو تو کافر کہتے ہیں اور ویسے ہی بلکہ اُن سے بڑھ کر جب آپ کے پیشواؤں کے کفر دکھائے جاتے ہیں تو آپ انھیں کافر نہیں کہتے۔ اسی وجہ سے آپ کو ان قادیانی صاحب نے دبا لیا۔ اور آپ جواب نہ دے سکے۔ مگر میرے نزدیک تو دونوں کافر ہیں۔ اور جس دلیل سے مرزا قادیانی کا کافر، مرتد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اُسی دلیل سے دیوبندیوں کا کافر مرتد ہونا ثابت ہوتا ہے۔

فقیر کی اس تقریر کو سن کر دونوں صاحب خاموش، مست خواب خرگوش ہوگئے۔ اور پھر ان دونوں صاحبوں نے کوئی مذہبی بحث نہیں چھیڑی۔ اور راستہ بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ.

یہاں پر اس تقریر کے نقل کرنے سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ دیوبندی لوگ جو قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ محض اُن کا تقیہ اور فریب ہے۔ ورنہ مرزا کے کفریات سے بڑھ کر گندے کفریات خود دیوبندی دھرم میں داخل ہیں۔ اگر اسلام کی ہمدردی

سے مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا ہوتا تو مرزا پر ایک بار فتوائے کفر دیا تھا، دیوبندی دھرم کے ان پیشواؤں پر دس بار کفر کا فتویٰ دیتے[1]۔ مگر وہاں تو مقصود محض مسلمانوں کو دھوکے دینا اور نئے نئے حلقۂ تزویر بنا کر اُن سے مسلمانوں کی مسلمانی اور بھولے سنیوں کی سنت کو پھانسا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہر سُنّی مسلمان کو ان کے اور ہر بد مذہب کے مکر وفریب سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین۔

اس واقعہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ انبہٹی نے ''المہند'' کے چھبیسویں سوال کے جواب میں عیاری، مکاری سے کام لیا۔ مرزا قادیانی کو تو کافر کہہ دیا۔ مگر خود دیوبندی گروہ کے کفریات جو کسی طرح مرزا کے کفریات سے کم نہیں، انھیں علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش نہیں کیا۔

مسلمانو اگر تم سے کبھی یوں پوچھ لے کوئی ۔۔۔ کہاں دجال ہے اور کام اُسکے کیسے ہوتے ہیں
دکھا کر ''المہند'' اور انبہٹی کو یوں کہہ دو ۔۔۔ اسے کہتے ہیں دجالی تو دجال ایسے ہوتے ہیں

وَلَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

یہ تو آپ حضرات نے ملاحظہ فرما لیا کہ ''المہند'' کے ہر جواب میں کیسی کیسی مکاریاں، عیاریاں، ناپاکیاں، چالاکیاں، بے باکیاں، دجالیاں، کذابیاں بھری ہوئی ہیں۔ اس کے آگے کے حصہ کو تو توسن، قلمِ برق رقم نے اپنی ٹاپ مار مار کر اُس کے پرانچے اُڑا دیے۔ ''المہند'' کے اگلے حصہ سے خون کے دریا بہا دیے اور مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ کے جلوے دکھا دیے۔ اب اس کے پچھلے حصہ کی طرف بھی

---

(۱) یا قادیانیوں پر غیظ کا اصلی سبب یہ ہوگا کہ دیوبندی دھرم میں مدتوں سے نئی نبوت کا سکہ چلانے، نئے نبی کا کلمہ پڑھوانے کے منصوبے باندھے جا رہے تھے۔ اسی لیے حضور کو بڑا بھائی بتایا۔ اسی لیے حضور کا نظیر ممکن گایا۔ اسی لیے خدا کو جھوٹا ٹھہرایا۔ اسی لیے حضور کے بعد نئے نبی کے آنے کو جائز کرایا۔ غرض ساری کھیتی بوئی جوتی دیوبندیوں نے، اب وہ وقت قریب آ گیا تھا کہ دیوبندی دھرم میں کھلم کھلا کسی نبی جدید کی نبوت کا اعلان کر دیا جائے کہ مرزا قادیانی کود پڑا۔ اور دیوبندیوں کی ساری کھیتی کاٹ کر لے بھاگا اور نبی بن بیٹھا۔ اب دیو کے بندے جل کر اُس کو کافر، مرتد کیوں نہ کہیں۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ.

اپنے نیزۂ خاراشگاف کو چلانا مناسب ہے۔ تا کہ ''المہند'' کو یہ شکایت باقی نہ رہے کہ رد کرنے میں میرے اگلے حصہ کو ذکر کیا مگر میرے پیچھے کے حصے کو ایسا ہی کورا چھوڑ دیا۔ اگرچہ عقلمند لوگ کہیں گے کہ اُس کی یہ ضد فضول ہے۔ جب رد میں اسکے آگے کے حصے کو پوری طرح ذکر کر دیا گیا تو اب خواہ مخواہ اُس کے پیچھے کے حصے کو بھی ذکر کر کے اپنے قلم کو آلودہ کرنا کیا ضرور ہے۔ مگر بات سچی یہ ہے کہ مدتوں کے بعد ''المہند'' یاروں کے ہتھے چڑھی ہے۔ اس وقت بھی اگر کوئی ہوس اس کی باقی رہ گئی تو یہ مردانگی و جوانمردی سے دور ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی ہر ترِ یا ہَٹ اس وقت منظور ہے۔ سنیے اور ''المہند'' کو اسکی ہمت پر شاباش سنائیے۔

(۴۲)

جب انبہٹی جی نے دیکھا کہ کھایا اور کال بھی نہ کٹا۔ اس قدر کذب وفریب کے بعد بھی حرمین شریفین سے کچھ زائد مہریں نہیں ملیں تو مجبوراً اپنے جرگہ کے دیوبندیوں سے ہی تقریظیں لکھوا کر اُن کے ترجمے کر کے چھاپ دیں۔ اور اسی طرح ''حسام الحرمین شریف'' کی نقل اُتاری۔ مگر بات تو یہ ہے کہ ؎

''المہند'' نقل میں ہے کچھ نہ کم   انچہ آدم می کند بوزینہ ہم

جس قدر دیوبندی وہابیوں کی تقریظیں ''المہند'' پر ہیں۔ انکے نام یہ ہیں۔

(۱) محمود حسن دیوبندی (۲) احمد حسن امروہی (۳) عزیز الرحمٰن دیوبندی (۴) دیوبندی دھرم کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی (۵) محمد حسن دیوبندی (۶) قدرت اللہ مراد آبادی (۷) حبیب الرحمٰن دیوبندی (۸) قاسم نانوتوی کے لختِ جگر محمد احمد نانوتوی (۹) غلام رسول مدرس دیوبند (۱۰) سہول مدرس دیوبند (۱۱) عبدالصمد بجنوری مدرس دیوبند (۱۲) محمد اسحٰق نہٹوری (۱۳) ریاض الدین میرٹھی (۱۴) امام الوہابیہ کے نئے خلیفہ اور جمیعۃ الوہابیہ کے صدر کفایت اللہ شاہجہاں پوری (۱۵) ضیاء الحق مدرس امینیہ دہلی (۱۶) محمد قاسم مدرس امینیہ دہلی

(۱۷) عاشق الٰہی میرٹھی (۱۸) سراج احمد مدرس سردھنہ ضلع میرٹھ (۱۹) محمد اسحٰق میرٹھی (۲۰) حکیم مصطفیٰ بجنوری (۲۱) رشید احمد گنگوہی کے دلبند مسعود احمد گنگوہی (۲۲) محمد یحییٰ سہسرامی مدرس مظاہر علوم، سہارنپور (۲۳) کفایت اللہ گنگوہی (۲۴) عبدالرحیم رائے پوری۔

ملاحظہ ہو۔ چنے ہوئے دیو بندیوں، وہابیوں سے تقریظیں لکھوائیں اور ترجمہ کے ساتھ چھپوائیں۔ تاکہ دیکھنے والا سرسری نظر دیکھ کر تو شبہہ میں پڑ جائے کہ آہا "المہند" پر بھی بہت سے علما کی مہریں ہیں۔ مگر یہاں ایک بات اور ہے۔ انبہٹی جی بیچارے جانتے تھے کہ جب تک کسی شیرِ سنت نے "المہند" کی طرف توجہ نہیں فرمائی اُسی وقت تک خیر ہے۔ اور جس وقت کسی غضنفرِ اسلام کو اس بیچاری لومڑی "المہند" کی طرف توجہ ہوگئی تو پھر لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ کچھ بنائے نہ بنے گی۔ اس لیے اُنھوں نے ان چوبیسوں دیو بندیوں کو بھی "المہند" کی پشت پر سوار کر دیا کہ اگر وقت پڑے تو سارا بوجھ بیچاری "المہند" ہی پر نہ آپڑے۔ بلکہ سب مل کر بانٹ لیں۔ اور کل پچیسوار حصہ "المہند" پر رہے کہ اس کی ننھی سی جانِ زار کے اوپر اتنا ہی بہت ہے۔

(۳۳)

مکہ معظمہ کے مفتیِ حنفیہ کے دستخط "المہند" پر نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اُن پر انبہٹی جی کی مکاری کھل گئی۔ اور انھوں نے اُس کی تصدیق نہیں فرمائی۔ حالانکہ "حسام الحرمین" میں اُن کی تقریظ موجود ہے۔

(۳۴)

حضرت شیخ الدلائل مولانا مولوی شاہ عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ تعالیٰ علیہ کی تقریظ شریف "حسام الحرمین" میں موجود ہے۔ اور "المہند" پر اُن دستخط بھی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ الدلائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اردو و دونوں زبانیں جانتے اور دیو بندیوں کے عقائد کفریہ سے بخوبی واقف تھے۔ اگر

جی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو انکی ساری دجالی کا لفافہ حضرت ہی کھول ڈالتے۔اس لئے انکے دستخط بھی نہیں لیے گئے۔یہ بھی کذابی کی دلیل ہے۔

(۳۵)

مدرسۂ صولتیہ جو مکۂ مکرمہ میں تھا۔اس کے مدرسین اکثر دیوبندیوں کے عقائد سے واقف تھے۔اُن میں کے بعض حضرات نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔مگر ''المہند'' میں اُن میں سے کسی کے دستخط بھی نہیں۔یہ بھی کذابی کی دلیل ہے۔

(۳۶)

اسی ''المہند'' کے صفحہ (۶۶) پر ہے۔

''جناب مفتیِ مالکیہ اوران کے بھائی صاحب نے بعد اسکے کہ تصدیق کردی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔اتفاق سے انکی نقل کر لی گئی تھی۔سو ہدیۂ ناظرین ہے۔''

اول تو مسلمانو! یوں جو شخص چاہے ہزار عالموں کی مہریں چھاپ دے اور کہہ دے کہ انکی اصل ہمارے پاس نہیں۔اُن عالموں نے مہریں کر کے ہم سے واپس لے لیں۔مان کر مکر گئے ہیں۔دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو تو جب اُن عالموں نے رجوع کی اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی مہریں تم سے واپس لے لیں[1]۔اب تمہیں انکے چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔مگر بے ایمانی، دجالی، کذابی کا کیا علاج۔

(۳۷)

اسی ''المہند'' کے صفحہ (۶۸) سے صفحہ (۷۲) تک مفتی برزنجی سید احمد شافعی کے

---

[1] اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے انھوں نے امرِ حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ اُنکی تصدیق اعتبار ہو۔غرض کسی طرح سے انکی تحریر چھاپنا اور اُنکی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔مگر ہے یہ کہ ان دجالین پر واحدِ قہار کی لعنت اور پھٹکار۔

رسالہ "كمال التثقيف والتقويم" کے شروع کا کچھ کلام نقل کیا اور کچھ اخیر کا اور بیچ سے ذرا زیادہ لمبا پکڑ لیا اور سارا رسالہ ہضم کر گئے۔ غرض تین جگہ سے تین کلام نقل کر لائے اور اس طرح ظاہر کیا کہ برزنجی صاحب نے "المہند" کی تصدیق لکھی ہے۔

(۳۸)

برزنجی کے رسالہ "كمال التثقيف والتقويم" پر تیئیس مہریں تھی۔ انبہٹی جی وہ سب "المہند" پر اُتار لائے کہ جاہل لوگ سمجھیں کہ یہ سب لوگ "المہند" کی تصدیق کر رہے ہیں۔

(۳۹)

"المہند" پر مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ کی کل اکتیس مہریں ہیں۔ اُن میں دو تو مفتی مالکیہ اور انکے بھائی صاحب کی مہریں فرضی ثابت ہوئیں۔ اور ایک مہر مفتی برزنجی کی اُن کے رسالہ سے اُتاری گئی ہے۔ تیئیس اُس کے ساتھ کی "المہند" پر نہیں علامہ برزنجی کے رسالہ پر ہیں۔ اور ایک محمد صدیق افغانی کی ہے۔ ایک کسی محب الدین مہاجر کی ہے۔ تو "المہند" پر حرمین شریفین کی نہ رہیں مگر تین مہریں[1]۔ یہی "المہند" تھی جسے راندیر کے دیوبندیہ لیکر بہت ناز سے اُچھلے تھے کہ "المہند" میں حرمین شریفین کی پچاس مہریں ہیں۔ جب اصل واقعہ انھیں اچھی طرح کھول کر دکھا دیا گیا تو سب ساکت و مبہوت ہو گئے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ انبہٹی جی "المہند" کے ساتھ ردِ وہابیہ میں بھی کوئی رسالہ لکھ کر لے گئے تھے۔ جن پر "المہند" کا

---

(۱) اُن تین کا بھی یہ حال ہے کہ علامہ شنقیطی نے تو "المہند" ہی کا رد لکھا اور احمد رشید خان نواب میں نواب اور خان بتا رہا ہے کہ یہ بھی کوئی ہندی ہیں۔ انبہٹی جی کی تلبیس ہے کہ نواب کو نام کے بعد ڈال دیا۔ اب رہے علامہ محمد سعید بابصیل تو انکی تقریظ پوری نقل نہیں کی۔ بلکہ کتر بیونت، کاٹ چھانٹ کر کے خلاصہ لکھا۔ جس کا صفحہ (۶۰) پر اقرار بھی ہے۔ تو "المہند" کے پاس ایک مہر بھی قابلِ اعتماد نہیں رہی۔ ۱۲۔ منہ

جادو چل گیا، اُن سے "المہند" پر تقریظ لکھوائی۔ اور جہاں فریب و مکر سے کام بنتا نہ دیکھا وہاں ردِّ وہابیہ کا رسالہ پیش کر کے اُس پر تقریظ لکھوائی۔ اور ہندوستان آ کر وہ سب مہریں "المہند" پر چھاپ دیں۔ چنانچہ دمشق کے علامہ شیخ مصطفیٰ بن احمد شطی حنبلی کی تقریظ میں یہ عبارت موجود ہے۔

"خاصانِ خدا میں سے جناب عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں۔ جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لیے۔"

اسی طرح علامہ شیخ محمود رشید عطار کی تقریظ میں یہ عبارت موجود ہے۔

"میں مطلع ہوا اس تالیفِ جلیل پر۔ بس پایا اُس کو جامع ہر باریک و باعظمت مضمون کا، جس میں رد ہے بدعتی وہابیوں کے گروہ پر۔"

ان دونوں عبارتوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ ان دونوں صاحبوں نے کسی ایسے رسالہ پر دستخط کیے تھے جو وہابیوں کے رد میں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ "المہند" وہابیوں کے رد میں نہیں بلکہ دیوبندیوں کے اوپر سے وہابیت کا الزام دور کرنے میں ہے۔ تو ظاہر ہوا کہ اُن دونوں صاحبوں نے "المہند" پر مہریں نہیں کیں۔ بلکہ انبیٹھی جی نے ردِّ وہابیہ کے رسالہ پر حاصل کیں اور اُس پر سے "المہند" پر اُتار لیں۔

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا اے ظالم — تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

(۴۰)

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ انبیٹھی جی نے رسالہ ردِّ وہابیہ پر بھی کچھ مہریں لیں۔ اور اُس پر سے "المہند" پر اتار لیں تو اب جتنی تقریظیں ایسی ہیں جن میں مضمون کا تذکرہ نہیں صرف اتنا لکھ کر تصدیق کر دی ہے کہ ہم نے یہ رسالہ دیکھا۔ اُسے صحیح پایا وغیرہ۔ وہ سب اعتبار کے قابل نہیں رہیں۔ کیا معلوم وہ مہریں بھی تو ردِّ وہابیہ ہی کے رسالہ سے "المہند" پر اُتاری گئی ہوں۔

"المہند" کی دجالیاں، مکاریاں

ہاں اشرفعلی تھانوی وخلیل احمد انبہٹی ومرتضی حسن دربھنگی ومبلغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" عبدالشکور کاکوروی ومحمد حسین راندیری وغلام نبی تاراپوری واحمد بزرگ ڈابھیلی اور تمام وہابی دیوبندی صاحبان!

آپ لوگ ملاحظہ فرمایئے۔ آپ صاحبوں کی مایہ ناز "المہند" کیسی کیسی دجالیاں کررہی ہے۔

(۱) اپنے دھرم کے پیشواؤں کی اصل عبارتیں پیش نہ کرنا۔ (۲) اپنا عقیدہ اپنی مذہبی کتابوں کے خلاف بتانا۔ (۳) چھپی ہوئی کتابوں کے مضمون سے انکار کرجانا (۴) خلاصہ کے نام سے بالکل نیا مضمون لکھنا۔ جس کے معنے کا بھی ان کتابوں میں پتہ نہیں۔ (۵) ایک نئی عبارت گڑھ کر اُسے اپنی کتابوں کی عبارت بتادینا۔ (۶) جو مضمون اصل کتابوں میں ہے اُس پر کفر کا فتویٰ دے دینا۔ (۷) جو انکی کتابوں میں چھپے ہوئے مضمون کے مطابق عقیدہ رکھے اُسے ملحد (۸) زندیق (۹) ملعون (۱۰) کافر (۱۱) مرتد کہنا۔ (۱۲) جس بات کو انکی کتابوں میں شرک یا بدعتِ سیئہ یا حرام لکھا ہے اُسے اعلیٰ درجہ کی عبادت (۱۳) جنت کے درجے حاصل ہونے کا ذریعہ (۱۴) نہایت ثواب (۱۵) بلکہ واجب کے قریب (۱۶) نہایت پسندیدہ (۱۷) اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھنا۔ (۱۸) علم غیب کے حکم کو لفظ عالم الغیب کا اطلاق بتانا (۱۹) انکارِ تخصیص کو اقرارِ تخصیص بتانا (۲۰) انکار فرق کو طلب فرق بتانا (۲۱) "ایسا" کے لفظ کو اُڑادینا (۲۲) جھوٹ بول کر علمائے حرمین کو دھوکے دینا۔ (۲۳) حضور اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینا۔ (۲۴) علما کی مہریں لے کر "المہند" کی عبارت بدل ڈالنا۔ (۲۵) دیوبندی جرگہ کے مولویوں کی تقریظیں چھاپنا (۲۶) مہریں چھاپ کر کہہ دینا کہ انکی اصل ہمارے پاس نہیں۔ (۲۷) دوسرے رسالہ سے "المہند" پر مہریں اتار لینا۔ (۲۸) ردِ وہابیہ کے رسالہ پر مہریں لے کر "المہند"

اُتار لینا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ارے بولو بولو! جلد بولو! کیا اسی کا نام حقانیت ہے؟ کیا اسی "المہند" پر اچھلتے، کودتے، ناچتے تھے؟ کیا اسی "المہند" کو "حسام الحرمین شریف" کے سامنے پیش کرتے تھے۔ ارے شرم! شرم!! شرم!!! خدا سے ڈرو۔ دیوبندی دھرم سے توبہ کرو۔

مسلمانو! للہ انصاف!! ایسے ناپاک تقیوں، ایسے ملعون جھوٹوں، فریبوں، ناپاکیوں، بے باکیوں، چالاکیوں، عیاریوں، مکاریوں، دغابازیوں، خباثتوں، شناعتوں، شرارتوں سے اگر انبیٹھی جی نے اپنے موافق فتاویٰ حاصل بھی کر لیے ہوں تو کیا اس سے دیوبندیوں کا کفر اُٹھ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر کچھ معلوم ہے؟ یہ ناپاک حرکتیں کسی جاہل دیوبندی کی نہیں بلکہ ایسی خبیث، ملعون کتاب کا مصنف دیوبندی دھرم کا سرغنہ خلیل احمد انبیٹھی ہے۔ اور اُس پر تصدیق کرنے والا دیوبندی دھرم کا بڑا گرو، طائفہ وہابیہ کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی ہے۔ پھر اس پر بہت سے بڑے چھوٹے چنگی پوٹے وہابیوں، دیوبندیوں کی تصدیقیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ اور تقیہ اور فریب جس پر سنیوں کا بچہ بچہ لعنت بھیجتا ہے۔ وہی دیوبندیت کے تاج کا سب سے اعلیٰ موتی ہے۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

پیارے بھائیو! اب تم خود ہی انصاف کر لو۔ حسام الحرمین شریف میں تو دیوبندیوں کی اصل عبارتیں لکھی گئی ہیں۔ جن پر علمائے کرام ومفتیانِ عظام مکۂ معظمہ ومدینۂ طیبہ نے بالاتفاق کفر وارتداد کے فتوے دیے ہیں۔ لیکن "المہند" میں اُن کفری عبارتوں میں سے کسی ایک کا بھی پتہ نہیں تو اب تم خود ہی سمجھ لو کہ "حسام الحرمین شریف" حق وصحیح اور "المہند" جھوٹی، ناپاک، ملعون، فضیح ہے یا نہیں۔

بھلا بتاؤ تو اگر ایک خبیث دیوبندی مندر میں جا کر مہادیو کی بندگی اور اُس کی پوجا کرے۔ اُس کے آگے گھنٹہ بجائے، سنکھ پھونکے، موہن بھوگ چڑھائے، ڈنڈوت کرے، بم بولے، علمائے اہلِ سنت شریعت طاہرہ کے مطابق اس پر کفر کا فتویٰ دیں۔

اس پر دیوبندی روتا، چیختا، بلبلاتا، چلّاتا ہوا علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہو اور قسم کھا کر کہے کہ حاشا میں ہرگز مہادیو کی بندگی نہیں کرتا۔ میں تو اللہ عزوجل کو وحدہٗ لا شریک لہٗ مانتا ہوں۔ اس کے سوا کسی کو عبادت کے لائق اور پوجا کے قابل نہیں جانتا ہوں۔ بلکہ جو کسی دوسرے کی پوجا کرے یا اُسے جائز سمجھے میں اسے کافر، مشرک کہتا ہوں اور مندر میں تو میں صرف اس لئے جاتا ہوں کہ مندر کے اندر شرک و بت پرستی کا رد کروں اور توحید کی دعوت دوں۔ علمائے کرام اُس کی لمبی چوڑی قسموں پر اعتبار کر کے اُسے مسلمان لکھ دیں تو کیا اس سے اُس دیوبندی کا کفر اُٹھ جائے گا۔ کیا اُس کی پیشانی سے شرک کا ناپاک ٹیکا مٹ جائے گا۔ جبکہ وہ دیوبندی اُس فتویٰ کو اپنی بغل میں دبائے ہوئے روزانہ مندر میں جا کر مہادیو کی بندگی اور بت کی پوجا کرتا ہو۔ اور جب کوئی اس پر اعتراض کرے کہ تو مشرک و کافر ہے تو وہ فتویٰ نکال کر دکھا دے۔ جس میں علمائے کرام نے لکھ دیا ہو کہ فلاں دیوبندی نے ہمارے سامنے آ کر قسمیں کھائیں کہ وہ اللہ عزوجل کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتا اور اُس کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کے لائق نہیں جانتا۔ بلکہ جو شخص اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کو پوجے اُسے کافر مشرک کہتا ہے۔ لہٰذا وہ اس وجہ سے کافر مشرک نہیں اور جب وہ مندر میں جا کر شرک اور بت پرستی کا رد کرتا ہے تو صرف اتنی بات سے وہ کافر، مشرک نہیں ہوگا۔

مسلمانو! کیا جس طرح اُس دیوبندی کے ہاتھ میں علمائے کرام کا وہ فتویٰ ہے۔ جس سے اُسے ہرگز کچھ فائدہ نہیں، بالکل بعینہٖ اسی طرح دیوبندی مولویوں کے ہاتھوں میں ''المہند'' کا حال نہیں؟ بے شک ہے اور ضرور ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ''حسام الحرمین'' شریف میں دیوبندی مولویوں کی اصل عبارتیں علمائے کرام حرمین شریفین کے حضور پیش کر کے دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ دیوبندیہ وہابیہ اگر سچے ہوتے تو اس فتوے کے حکم سے برأت کی صرف یہی صورت ہو سکتی تھی کہ اپنی وہ تمام اصل عبارتیں جنھیں علمائے اہلِ سنت کفر بتاتے ہیں اور جن پر حسام الحرمین شریف

میں کفر کا فتویٰ لیا گیا ہے۔ سب کی سب بعینہا، بلا کم و کاست بغیر کسی قسم کی تغییر و تبدیل و تحریف اور کمی بیشی کے علمائے کرام حرمین طیبین کے سامنے پیش کر دیتے۔ پھر جس قدر چاہتے اُنکی تاویلیں بھی عرض کرتے۔ علمائے کرام اُن عبارتوں کو ملاحظہ کرتے۔ انکی تاویلوں پر نظر فرماتے۔ پھر اگر کفر ہوتا تو کفر کا فتویٰ دیتے۔ کفر نہ ہوتا تو صاف لکھ دیتے کہ ان عبارتوں میں کفر نہیں۔ انکے لکھنے والے کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ اس قسم کا اگر فتویٰ لاتے تو بیشک وہ اعتبار کے قابل ہوتا۔ مگر انبھٹی جی نے اپنے دیوبندی پیشواؤں کی کفری عبارتوں میں سے ایک بھی نہیں پیش کی۔ بلکہ سب کی سب اپنی اندرونی جیب میں چھپالیں اور جھوٹی عبارتیں گڑھ کر پیش کیں۔ جو انکی کسی کتاب میں نہیں اور بکمال بے حیائی لکھ دیا کہ ہم نے اور ہمارے پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہے۔ بلکہ کمال بے شرمی سے اپنی اصل کفری عبارتوں پر فتویٰ بھی دے دیا کہ جو شخص انکے موافق عقیدہ رکھے وہ کافر مرتد ہے۔ حرمین شریفین کے علمائے کرام نے جو اردو زبان سے بالکل ناواقف تھے انکی موٹی موٹی، بھاری بھاری قسموں پر اعتبار کر کے اگر لکھ دیا ہو کہ یہ لوگ ان عبارتوں کے لکھنے کے سبب جو "المہند" میں پیش کی گئی ہیں کافر نہیں تو کیا اس سے دیوبندیوں کا کفر اُٹھ گیا۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ فتویٰ "حفظ الایمان" و "براہینِ قاطعہ" و "تفویت الایمان" و "تحذیر الناس" وغیرہ کی عبارتوں پر ہرگز نہیں ہوا بلکہ اُن عبارتوں پر ہوا جو "المہند" میں پیش کی گئی ہیں۔ اور یہ ہم سنیوں کے خلاف کیا ہوا ہم کب کہتے ہیں کہ دیوبندیہ، وہابیہ ان عبارتوں کے لکھنے کی وجہ سے کافر، مرتد ہیں جو "المہند" میں ہیں۔ بلکہ ہم تو یوں کہتے ہیں کہ دیوبندیہ، وہابیہ ان عبارتوں کے سبب کافر، مرتد ہیں جو "براہین قاطعہ" و "تحذیر الناس" و "تفویت الایمان" و "حفظ الایمان" وغیرہ میں لکھی ہیں۔

ہاں ہاں! تمام وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، امرتسریوں، دہلویوں، گنگوہیوں، تھانویوں، انبھٹیوں، دربھنگیوں، امروہیوں، کاکورویوں، بنارسیوں،

راندیریوں، ڈابھیلیوں، تاراپوریوں، نڑیادیوں، بڑیادیوں، سامرودیوں، سملکیوں، بڑوں چھوٹوں، چنگی پوٹوں کواذن عام واعلانِ تام ہے کہ اُن میں سے کسی کے پاس اگر حرمین شریفین کے علمائے اہلِ سنت کا کوئی اصلی فتویٰ مہری دستخطی ''براہینِ قاطعہ'' اور ''تقویت الایمان'' و''حفظ الایمان'' و''تحذیرالناس'' کی اُن اصلی عبارتوں کے کفر نہ ہونے پر ہوتو وہ اعلان دے۔مجمعِ عام میں سنیوں کے سامنے پیش کرے۔

ارے نجدیو! وہابیو! دیوبندیو! غیرمقلدو! کیوں کچھ ہمت رکھاتے ہو؟ ہمیں وہ فتویٰ دکھاتے ہو؟ ہاں ہاں! سارے کے سارے وہابیو، دیوبندیو! ذرا ہوشیار ہو۔ لگے ہاتھوں ایک اور سوال تمہارے اوپر نازل کرتا چلوں۔ ذرا فرماؤ تو اس کا سبب کیا تھا کہ انبہٹی جی نے اصل کفری عبارتیں پیش نہیں کیں اور اپنی طرف سے نئی عبارتیں گڑھ کر دکھائیں؟

بولو بولو! کچھ بول سکتے ہو؟ اس کے جواب میں اپنے لب کھول سکتے ہو؟ ارے تم پر خدا کی مار ہے۔ہاں تم پر واحدِ قہار کی پھٹکار ہے۔تم کیا بتا سکتے ہو؟ اچھا لو سنو! ہم تمہیں سناتے ہیں۔اور اچھی طرح کھول کر تم سب کو یہ دکھاتے ہیں۔اس کا سبب یہی اور صرف یہی تھا کہ انبہٹی جی اور سارے کے سارے دیوبندی، وہابی سب کے سب جانتے تھے کہ ضرور ضرور، بے شک، بلاشبہ انکی ان ملعون عبارتوں میں قطعاً یقیناً اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی اور ضروریاتِ دین کا انکار، اور کفر وارتداد ہے۔ اگر وہی اصل عبارتیں پیش کر دیں گے تو پھر وہی کفر وارتداد کا فتویٰ لگے گا۔جو ''حسام الحرمین شریف'' میں پہلے لگ چکا ہے۔ہزار بہانے کریں گے ۔ایک نہیں چلے گا۔لاکھ تاویلیں گڑھیں گے ایک نہیں سنی جائے گی۔اسی لیے اُن اصل عبارتوں کو پیش کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور نئی عبارتیں گڑھ کر پیش کرنی پڑیں۔ تو ''المہند'' سے ثابت ہوا کہ دیوبندوں کے نزدیک بھی یہ عبارتیں کفر اور انکے لکھنے والے کافر، مرتد ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

ارے وہابیو! دیوبندیو! دیکھو! اسے حق کا غلبہ کہتے ہیں کہ تمہاری ہی "المہند" تمہارے ہی ہاتھوں سے تمہاری ہی گردنوں پر چل گئی اور دیوبندیت کا کام تمام کرگئی۔ یہ "المہند" کیا ہے؟ گویا "حسام الحرمین شریف" کی صیقل ہے۔ حق وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ اب تو دیوبندیوں کی وہی مثل ہوئی کہ لینے گئی تھی خصم اور کھوآئی لڑکا۔ یعنی چاہا تو یہ تھا کہ "حسام الحرمین شریف" کے وار پر وار پڑ رہے ہیں، گردنیں کٹ رہی ہیں۔ خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں، کفر وارتداد پھانسی کی طرح گلے گھونٹ رہا ہے۔ ساری پارٹی میں ہلچل مچی ہوئی ہے سر اُٹھانا دشوار ہے۔ سر اُٹھا اور حسام الحرمین سر پر چمکی۔ گردن اُڑا لے گئی۔ مدتوں تو ساری پارٹی اُوندھی پڑی اپنی پشت پر سارے وار کھاتی رہی بالآخر جھوٹ، فریب، تقیہ،، مکاری، عیاری، دغابازی، بے باکی، ناپاکی، چالاکی کے مسالوں سے ایک بوسیدہ ڈھال تیار کی جس کا نام "اَلْمُهَنَّدُ" رکھا۔ یعنی ہندوستان کی تلوار۔ خیال تھا کہ کچھ دنوں تو اسکے ذریعہ جان بچے گی۔ کچھ تو دم لینے کی مہلت ملے گی۔ مگر حسام الحرمین یعنی مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کی تیغِ برق تاب کا مقابلہ بیچاری ہندوستانی تلوار کیا کرسکتی ہے۔ حق کی شمشیروں کی کڑکتی بجلیاں کہیں جھوٹ کی ڈھالوں کی بدلی سے رُک سکتی ہیں۔ اب وہی "المہند" ہے جو "حسام الحرمین" کی دھار کے لیے صیقل بن گئی ہے۔ جو کام "حسام الحرمین شریف" کرتی تھی۔ اب وہی کام "المہند" کررہی ہے۔ خود دیوبندیوں کے منہ سے دیوبندیوں کا کافر مرتد ہونا ثابت کررہی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

اسی مناسبت سے ہم نے اپنے اس رسالہ کا تاریخی نام "رادُّ الْمُهَنَّدِ عَلَى النَّهِيقِ الْاَنْبِهِتِي الْمُفَنَّدْ" رکھا ہے۔ "یعنی اَلْمُهَنَّدْ کو خود انبہٹہ کے بے عقل، حرانٹ بڈھے کی گردن پر پھیرنے والا۔" وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ صَاحِبِ لِوَاءِ الْحَمْدِ. وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَ حِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

پیارے مسلمانو! یہ کیا ہے؟ یہ اُسی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ.
کا جلوہ ہے کہ دیو کے بندے، عقیدوں کے گندے، دیوبندی کفار چاہتے تھے کہ "المہند" کی پھونک سے نورِ الٰہی "حسام الحرمین شریف" کو بجھادیں۔ لیکن اللہ نے اپنے نور کو کامل ہی کر دیا اور دیوبندی ملاعنہ جو اپنے مونھوں سے اُسے بجھانا چاہتے تھے، انھیں کے منھ جھلس گئے۔ اُنھیں کی "المہند" انھیں کی گردنوں پر چل گئی۔ فَلِوَجْہِ رَبِّنَا الْکَرِیْمِ الْحَمْدُ. وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ شَفِیْعِ خَلْقِہٖ وَسِرَاجِ اُفُقِہٖ وَقَاسِمِ رِزْقِہٖ وَاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَعَلَیْنَا وَ عَلٰی سَائِرِ اَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆☆☆